وفا۔ظہور ۱۴۰۵ ہش
جولائی۔اگست ۲۰۲۶ء

جلسہ سالانہ ایڈیشن

النّور

جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، ادبی، تعلیمی اور تربیتی مجلّہ

Al-Nur, USA

"سلسلۂ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا، ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی اور چونکہ ہر یک کے لئے بباعث ضُعفِ فطرت یا کمیٔ مقدرت یا بُعدِ مسافت یہ میسّر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے۔ کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعالِ شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں۔ لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا چاہے بشرط صحت و فرصت وعدمِ موانع قویّہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔"

(مجموعہ اشتہارات، جلد اوّل، صفحہ 318، ایڈیشن 2019ء)

اسمعوا صوت السماء، جاء المسیح، جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں، آمد امامِ کامگار

جماعتِ احمدیہ
ریاستہائے متّحدہ امریکہ

مقابلۂ مضمون نویسی2026

اصول:

- زبان: انگریزی یا اردو۔
- کسی موضوع کے احاطے کی گنجائش اور حد شرکاء کی عمر پر منحصر ہے۔
- مضمون کا متن ورڈ یا اس کے مساوی ایپلی کیشن میں ٹائپ کیا جانا چاہیے۔ مضمون اصل ٹیکسٹ فائل میں فراہم کیا جانا چاہئے نہ کہ پی ڈی ایف میں۔ تصاویر اور گرافکس کو گرافک فائلوں کے طور پر منسلک کیا جانا چاہئے اور ٹیکسٹ فائل میں نہیں ڈالا جانا چاہئے۔
- ایک ہزار سے زیادہ الفاظ پر مشتمل مضمون میں ذیلی عنوانات کا ہونا ضروری ہے۔
- مضمون کے آخر میں حوالہ جات کا صحیح طور پر اندراج ہونا چاہیے۔ اگر چھپا ہوُا حوالہ دستیاب ہو تو ویب سائٹ کا حوالہ قابل قبول نہیں۔ انٹرنیٹ کے حوالے دینے کی عام طور پر حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ کتابوں کے حوالہ جات میں درج ذیل چیزیں شامل ہونی چاہئیں:
- مصنف یا مدیر
- عنوان (ترچھی تحریر میں)
- ایڈیشن
- ناشر کا نام
- اشاعت کا سال اور مقامِ اشاعت
- اقتباس کے ترجمہ میں ترجمہ کے ماخذ کی فہرست ہونی چاہیے۔ اگر ترجمہ مصنف کا ہے، تو اس میں ذکر کرنا چاہیے کہ ترجمہ مصنف کا ہے۔
- مضمون publications@ahmadiyya.us پر ای میل کے ذریعے آن لائن جمع کرانا ضروری ہے۔ براہ کرم رابطہ کرنے کے لیے اپنا فون نمبر، اپنی جماعت اور اپنی ذیلی تنظیم کا نام لکھیں۔
- مضامین مقررہ بھجوانے کی تاریخوں کے مطابق ارسال فرمائیں۔
- صرف ایک موضوع کا انتخاب کافی ہے۔
- مضامین کا جائزہ موضوع سے مطابقت، مکمل (موضوع سے متعلق مختلف پہلوؤں کا جامع احاطہ کیا گیا ہے)، اسلوب (گرامر، بہاؤ، پڑھنے کی اہلیت، مواد کی ترتیب) اور علمیت (اصل تاریخی اور عصری حوالہ جات) کی بنیاد پر کیا جائے گا۔

انعامات:

مضامین کا مقابلہ ذیلی تنظیموں کے درمیان کیا جائے گا۔ ہر گروپ میں پہلی تین پوزیشن حاصل کرنے والوں کو انعامات سے نوازا جائے گا۔ اشاعت کے لیے منتخب مضامین پر غور کیا جائے گا۔

موضوعات:

موضوع کا احاطہ: اسلام کی تجدید (15 دسمبر 2026 تک جمع کروائیں)

خدا کا تصور	اسلام کے ذریعے نجات	یسوع کی موت–عالمی گواہی
رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ	عیسیٰ علیہ السلام کی وفات–قرآن پاک کی رو سے	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی
قرآن پاک کی خوبصورتی اور فضائل	عیسیٰ علیہ السلام کی وفات–حدیث کی رو سے	

موضوع کا احاطہ: احمدی خلفاء کی طرف سے شروع کی گئی آسمانی اسکیمیں (15 مئی 2027 تک جمع کروائیں)

احمدی خلیفہ یا احمدی خلفا کی طرف سے شروع کی گئی اسکیم یا اسکیموں کے ثمرات کا جامع جائزہ، یا کسی ایک اسکیم کا جائزہ یا ایک پہلو۔

publications@ahmadiyya.us

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ — البقرہ ۲۵۸

اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے۔ وہ ان کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔

النور

ریاستہائے متحدہ امریکہ — Al-Nur

جلد 48 — وفا۔ظہور 1405 ہش—جولائی تا اگست 2026ء—محرم۔ربیع الاول 1448 ہجری — شمارہ 7 تا 8

اس شمارے میں

آپؐ کا فیض خاص نہیں بلکہ عام اور جاری ہوگا 2
سیرت حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلم 3
آنحضرتؐ خدا کے سچے رسول اور سب رسولوں سے افضل ہیں 4
قصیدہ 5
ابنِ مریم مر گیا حق کی قسم داخلِ جنت ہؤا وہ محترم 6
حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد، خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی بابرکت صحبت میں چند گھڑیاں 10
حقیقی انصار 14
بہتان طرازی اور الزام تراشی کی شناخت اور اس کی اشاعت سے اجتناب کا حکم 15
خلافت کی برکتوں سے غم شکر گزاری میں بدل گیا 20
جلسہ ہائے سالانہ کی چند خوشگوار اور جذباتی یادیں 21
خدمتِ خلق اور ضیافت ٹیم کو خراجِ تحسین 23
مکرمہ عزیزہ خورشید صاحبہ 25
خوفزدہ اکثریت 29
زیارتِ حجاز 32
مرہم ہر زخم کا اعجازِ مسیحائی ہے 33
کیا آج کے دور میں تربیتِ اولاد پچھلی نسلوں کی نسبت زیادہ مشکل ہے؟ ... 38
خوبرو 41
کیا آپ نے حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی سب کتابوں کا مطالعہ کر لیا ہے؟ 42
جماعتہائے امریکہ کا کیلنڈر 2026ء 43
محفوظ قلعہ میں داخل ہونے کے لیے دعاؤں کی خصوصی تحریک 48

ادارتی بورڈ

نگران: ڈاکٹر مرزا مغفور احمد، امیر جماعت احمدیہ، ریاستہائے متحدہ امریکہ
مشیر اعلیٰ: اظہر حنیف، مبلغ انچارج، ریاستہائے متحدہ امریکہ
مینجمنٹ بورڈ: انور خان (صدر)، سیّد ساجد احمد، محمد ظفر اللہ ہنجرا، سید شمشاد احمد ناصر، سیکرٹری تربیت، سیکرٹری تعلیم القرآن، سیکرٹری امور عامہ، سیکرٹری رشتہ ناتا
مدیر اعلیٰ: امۃ الباری ناصر
مدیر: حسنیٰ مقبول احمد
ادارتی معاونین: ڈاکٹر محمود احمد ناگی، طاہرہ زرتشت، زاہدہ ظہیر ساجد
سرورق: لطیف احمد

لکھنے کا پتہ:
Al-Nur@ahmadiyya.us
Editor Al-Nur, 15000 Good Hope Road
Silver Spring, MD 20905

آپؐ کا فیض خاص نہیں بلکہ عام اور جاری ہو گا

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا ۝
وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذۡنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيۡرًا ۝
وَبَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ بِاَنَّ لَهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ فَضۡلًا كَبِيۡرًا ۝ (سورۃ الاحزاب 33:46-48)

اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ:

اے نبی! یقیناً ہم نے تجھے ایک شاہد اور ایک مبشّر اور ایک نذیر کے طور پر بھیجا ہے۔ اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے اور ایک منور کر دینے والے سورج کے طور پر۔ اور مومنوں کو خوشخبری دے دے کہ (یہ) ان کے لیے اللہ کی طرف سے بہت بڑا افضل ہے۔

تفسیر بیان فرمودہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی، مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام:

خدا کی طرف سے روحانی اصلاح کے لیے مقرر ہونے والے لوگ چراغ کی طرح ہوتے ہیں اسی واسطے قرآن شریف میں آپؐ کا نام دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ وَسِرَاجًا مُّنِيۡرًا آیا ہے۔ دیکھو کسی اندھیرے مکان میں جہاں سو پچاس آدمی ہوں اگر ان میں سے ایک کے پاس چراغ روشن ہو تو سب کو اس کی طرف رغبت ہو گی اور چراغ ظلمت کو پاش پاش کر کے اُجالا اور نُور کر دے گا۔

اس جگہ آپؐ کا نام چراغ رکھنے میں ایک اور باریک حکمت یہ ہے کہ ایک چراغ سے ہزاروں لاکھوں چراغ روشن ہو سکتے ہیں اور اس میں کوئی نقص بھی نہیں آتا۔ چاند سورج میں یہ بات نہیں اس سے مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اطاعت کرنے سے ہزاروں لاکھوں انسان اس مرتبہ پر پہنچیں گے اور آپؐ کا فیض خاص نہیں بلکہ عام اور جاری ہو گا۔ غرض یہ سنت اللہ ہے کہ ظلمت کی انتہا کے وقت اللہ تعالیٰ اپنی بعض صفات کی وجہ سے کسی انسان کو اپنی طرف سے علم اور معرفت دے کر بھیجتا ہے اور اس کے کلام میں تاثیر اور اس کی توجہ میں جذب اور اس کی دعائیں مقبول ہوتی ہیں مگر وہ انہی کو جذب کرتے ہیں اور انہی پر ان کی تاثیرات اثر کرتی ہیں جو اس انتخاب کے لائق ہوتے ہیں۔"

(الحکم جلد 12، نمبر 41 مورخہ 14 جولائی 1908ء، صفحہ 11، تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام، جلد ششم، سورۃ الاحزاب صفحہ 396)

"حدیث میں جو لفظ منارہ آیا ہے اس سے نور کی جگہ مراد ہے اور کبھی اس کا اطلاق اس نشانِ راہ پر ہوتا ہے جس سے راہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ پس یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آنے والا مسیح اپنے دعویٰ سے پہلے ظاہر ہونے والے انوار کی وجہ سے پہچانا جائے گا اور وہ اس کے لیے ایسی علامات کی مانند ہوں گے جس کے ذریعہ لوگ ہدایت پائیں گے اور اس کی نظیر قرآن مجید میں موجود ہے جیسے فرمایا وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذۡنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيۡرًا۔("ترجمہ از مرتب۔ آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن، جلد 5، صفحات 457-458)

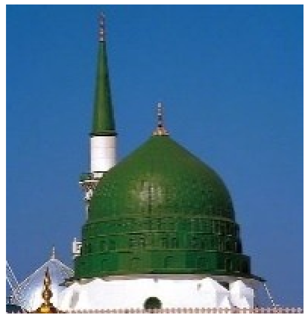

سیرت حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلم

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ حَتَّى إِنِّي لأَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ فِي أَظْفَارِي ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ . قَالُوا فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْعِلْمَ

(صحیح البخاری، کتاب العلم، باب نمبر22 ، حدیث نمبر 82،جلد نمبر 1 ،صفحہ نمبر156).

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا: مجھ سے لیث نے بیان کیا۔ لیث نے کہا: عقیل نے مجھے بتلایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے حمزہ بن عبد اللہ بن عمر سے روایت کی کہ حضرت ابن عمرؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ فرماتے تھے: ایک بار میں سویا ہوا تھا کہ دودھ کا ایک گلاس لایا گیا اور میں نے اتنا پیا کہ اب بھی میں طراوت کو اپنے ناخنوں سے پھوٹتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ پھر میں نے اپنا بچا ہوا (دودھ) خطاب کو دیا۔ صحابہؓ نے پوچھا: یا رسول اللہ، اس کی کیا تعبیر کی؟ فرمایا: علم۔

عَنْ يَزِيدَ بْنِ بَابَنُوسَ قَالَ قُلْنَا لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ كَيْفَ كَانَ خُلقُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ كَانَ خُلُقُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنُ ثُمَّ قَالَتْ تَقْرَأُ سُورَةَ الْمُؤْمِنِينَ اقْرَأْ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ (المؤمنون 2) حَتَّى بَلَغَ الْعَشْرَ فَقَالَتْ هَكَذَا كَانَ خُلُقُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(مستدرک للحاکم،کتاب التفسیر، تفسیر سورة المومنون 3481)

یزید بن بابنوس کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا اے ام المومنین! رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کیسے تھے؟ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کے اخلاق قرآن کریم کے عین مطابق تھے۔ پھر انہوں نے پوچھا کیا تم سورۃ المومنون پڑھتے ہو؟ پڑھو قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ (المؤمنون: 2) یقیناً مومن کامیاب ہوگئے۔ انہوں نے دس تک آیات پڑھیں۔ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا اس طرح کے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق تھے۔

(حدیقۃ الصالحین، سردارِ دوجہاں حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، باب نمبر5، حدیث نمبر27، صفحہ نمبر44)

آنحضرتؐ خدا کے سچے رسول اور سب رسولوں سے افضل ہیں

ارشادات حضرت مرزا غلام احمد قادیانی، مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

” آنحضرت ﷺ کا ایسی عام گمراہی کے وقت میں مبعوث ہونا کہ جب خود حالت موجودہ زمانہ کی ایک بزرگ معالج اور مصلح کو چاہتی تھی اور ہدایت ربانی کی کمال ضرورت تھی اور پھر ظہور فرما کر ایک عالم کو توحید اور اعمالِ صالحہ سے منور کرنا اور شرک اور مخلوق پرستی کا جو اُم الشرور ہے قلع قمع فرمانا اس بات پر صاف دلیل ہے کہ آنحضرتؐ خدا کے سچے رسول اور سب رسولوں سے افضل تھے۔

سچا ہونا ان کا تو اس سے ثابت ہے کہ اس عام ضلالت کے زمانہ میں قانون قدرت ایک سچے ہادی کا متقاضی تھا اور سنتِ الٰہیہ ایک رہبر صادق کی مقتضی تھی کیونکہ قانون قدیم حضرت ربّ العالمین کا یہی ہے کہ جب دنیا میں کسی نوع کی شدت اور صعوبت اپنے انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو رحمتِ الٰہی اس کے دُور کرنے کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ جیسے جب اِمساکِ باران سے غایت درجہ کا قحط پڑ کر خلقت کا کام تمام ہونے لگتا ہے تو آخر خداوند کریم بارش کر دیتا ہے اور جب وبا سے لاکھوں آدمی مرنے لگتے ہیں تو کوئی صورت اصلاحِ ہوا کی نکل آتی ہے یا کوئی دوا ہی پیدا ہو جاتی ہے اور جب کسی ظالم کے پنجہ میں کوئی قوم گرفتار ہوتی ہے تو آخر کوئی عادل اور فریادرس پیدا ہو جاتا ہے۔ پس ایسا ہی جب لوگ خدا کا راستہ بھول جاتے ہیں اور توحید اور حق پرستی کو چھوڑ دیتے ہیں تو خداوند تعالیٰ اپنی طرف سے کسی بندہ کو بصیرت کامل عطا فرما کر اور اپنے کلام اور الہام سے مشرف کر کے بنی آدم کی ہدایت کے لیے بھیجتا ہے کہ تا جس قدر بگاڑ ہو گیا ہے اس کی اصلاح کرے۔ اس میں اصل حقیقت یہ ہے کہ پروردگار جو قیوم عالَم کا ہے اور بقا اور وجود عالَم کا اسی کے سہارے اور آسرے سے ہے کسی اپنی فیضان رسانی کی صفت کو خلقت سے دریغ نہیں کرتا اور نہ بیکار اور معطل چھوڑتا ہے بلکہ ہر یک صفت اس کی اپنے موقع پر فی الفور ظہور پذیر ہو جاتی ہے۔ پس جبکہ ازروئے تجویز عقلی کے اس بات پر قطع واجب ہوا کہ ہر یک آفت کا غلبہ توڑنے کے لیے خدا تعالیٰ کی وہ صفت جو اس کے مقابلہ پر پڑی ہے ظہور کرتی ہے اور یہ بات تواریخ سے اور خود مخالفین کے اقرار سے اور خاص فرقان مجید کے بیان واضح سے ثابت ہو چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت میں یہ آفت غالب ہو رہی تھی کہ دنیا کی تمام قوموں نے سیدھا راستہ توحید اور اخلاص اور حق پرستی کا چھوڑ دیا تھا اور نیز یہ بات ہر یک کو معلوم ہے کہ اس فساد موجودہ کی اصلاح کرنے والے اور ایک عالم کو ظلمات شرک اور مخلوق پرستی سے نکال کر توحید پر قائم کرنے والے صرف آنحضرت ہی ہیں کوئی دوسرا نہیں تو ان سب مقدمات سے نتیجہ یہ نکلا کہ آنحضرتؐ خدا کی طرف سے سچے ہادی ہیں۔“

(براہین احمدیہ حصہ دوم، روحانی خزائن، جلد 1، صفحہ 113 تا 114، حاشیہ نمبر 10)

قصیدہ

منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

عَادَتْ بِلَادُ الْعُرْبِ نَحْوَ نَضَارَةٍ
بَعْدَ الْوَجٰی وَالْمَحْلِ وَالخُسْرَانِ

عرب کے شہروں میں پھر رونق اور ترو تازگی آگئی خستہ حالی، خشکی، قحط اور تباہی کے بعد۔

كَانَ الْحِجَازُ مَغَازِلَ الْغِزْلَانِ
فَجَعَلْتَهُمْ فَانِيْنَ فِي الرَّحْمَانِ

اہلِ حجاز جو خوبصورت عورتوں سے عشق بازی میں محو تھے لیکن تُو نے اُنہیں فانی فی اللہ بنا دیا۔

شَيْئَانِ كَانَ الْقَوْمُ عُمْيًا فِيْهِمَا
حَسْوُ العُقَارِ وَ كَثْرَةُ النِّسْوَانِ

دو باتیں تھیں جن میں عرب قوم اندھی ہو رہی تھی مزے لے لے کر شراب نوشی اور عورتوں کی زیادت۔

اَمَّا النِّسَآءُ فَحُرِّمَتْ اِنْكَاحُهَا
زَوْجًا لَّهُ التَّحْرِيْمُ فِي الْقُرْاٰنِ

عورتوں کا پوچھو تو اُن کی نسبت یہ حکم ہوا کہ اُن کا نکاح اُن مردوں سے حرام کر دیا گیا ہے جن کی حرمت قرآن میں آگئی۔

وَ جَعَلْتَ دَسْكَرَةَ الْمُدَامِ مُخَرَّبًا
وَ أَذَلْتَ حَانَتَهَا مِنَ الْبُلْدَانِ

اور تُو نے شراب خانے ویران کر دیے اور شراب کی دوکانیں شہروں سے ہٹا دِیں۔

(شرح القصیدہ از قلم جلال الدین شمس مبلغ بلاد عربیہ وغربیہ صفحات 12-13)

ابنِ مریم مر گیا حق کی قسم　　داخلِ جنت ہؤا وہ محترم

حضرت سیدہ امۃ الحی حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا خطاب بر موقع جلسہ سالانہ مستورات 1915ء

اے معزز بیبیو اور میری پیاری بہنو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے دور دراز ملکوں کی بہنوں کی ملاقات اور بڑے بڑے برکات اور فیوض کے حصول کا دن یعنی جلسہ سالانہ آگیا ہے۔ یہ اجتماع اس مقدس انسان کا تجویز کیا ہؤا ہے جو اس عالم کی تمام تاریکیاں دور کرنے اور اسلام کی ڈوبتی ناؤ کے لیے ناخدا بن کر آیا تھا۔ اس لیے یہ اجتماع اس زمانہ کے تمام زہروں کے واسطے تریاق اور اسلام کے تمام دنیا میں پھیلانے کا ایک ذریعہ ہے۔ جس کے قیام اور بارونق بنانے میں ہم کو اپنے اوقات اور تمام فوائد کو حتی الوسع قربان کر دینا چاہیے۔ جہاں تک ہو سکے سعی کرنی چاہیے کہ یہ خدا کے فرستادہ کا تجویز کیا ہؤا کام خیر وخوبی سے پورا ہو۔ اس مبارک اور بابرکت موقع پر ہم تمام بہنوں کا فرض اعلیٰ ہے کہ وہ اس مبارک موقع کو بارونق بنانے میں سعی کریں اور ان بہنوں کا یہ بڑا فرض ہے جو کچھ بھی علم جانتی ہیں کہ وہ اپنی بہنوں کو پیارے احمد علیہ السلام کی پاک تعلیم سے آگاہ کریں۔ میں ایک کم لیاقت اور کم تجربہ ہوں مگر چونکہ تھوڑا بہت جانتی ہوں اس لیے میں بھی اپنا فرض اعلیٰ تصور کرتی ہوں کہ اپنی بہنوں کو کچھ سناؤں میں اب اس مضمون کو اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتی ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

اما بعد فاعوذ باللہ من الشّیطان الرّجیم

وفاتِ مسیح

احمدی یعنی ہمارے پیارے احمد علیہ السلام کے ماننے والے اور غیر احمدی لوگوں میں ایک بڑا بھاری اختلاف حیات ووفاتِ حضرت مسیح ناصری یعنی حضرت عیسٰی بن مریمؑ کا ہے۔ غیر احمدی ان کو زندہ آسمان پر بیٹھا ہؤا مانتے ہیں لیکن ان کا یہ عقیدہ بالکل غلط ہے۔ اصل بات جو قرآن شریف اور احادیث سے ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام جیسے تمام نبی حضرات فوت ہو گئے ہیں حضرت عیسٰیؑ بھی فوت ہو گئے ہیں۔ اس مسئلہ میں بعض غیر احمدی عورتیں ہماری احمدی بہنوں سے سوال کرتی ہیں تو وہ آگے سے ان کو کوئی جواب نہیں دے سکتیں۔ اور یہ بڑے افسوس کی بات ہے سو میں اپنی بہنوں کے لیے یہ مضمون سناتی ہوں اگر وہ ان دلائل کو یاد رکھیں جو میں آگے چل کر بیان کروں گی تو امید ہے کہ ان کے بڑے کام آئیں گے۔ اور بعض کی ہدایت کا موجب ہوں گے۔ یہ تمام دلائل انشاء اللہ تعالیٰ قرآن شریف ہی سے دوں گی، وباللہ التوفیق۔

حیات و ممات کے لیے عام سنت اللہ

اول ہم دیکھتے ہیں کہ آیا قرآن شریف سے کہیں یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی انسان زندہ آسمان پر ہے؟ جب ہم خدا کی کتاب دیکھتے ہیں تو ہم کو پہلے ہی پارہ میں اس بات کے خلاف آیت کریمہ ملتی ہے۔

وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ۝

(البقرۃ2:37)

یعنی تمہارے لیے زمین میں ٹھکانہ ہے اور فائدہ اٹھانا ہے ایک وقت تک۔ اس آیت کریمہ سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرا قاعدہ یہ ہے کہ لوگ زمین میں رہا کریں، زمین ہی ان کا ٹھکانا اور ان کے لیے فائدہ کی جگہ ہے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو فرمائی تھی اور حضرت مسیح بھی آدم علیہ السلام کے مثل تھے ان کے لیے بھی یہی قانون الٰہی ہونا چاہیے۔

پھر ایک اور بھی آیت کریمہ ملتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ۝

(الاعراف7:26)

(یعنی انسانوں کو) کہا اسی زمین میں زندہ رہو گے اسی میں مارے جاؤ گے اور اسی سے پھر نکالے جاؤ گے۔ اب ان دلائل کے ہوتے ہوئے انکار کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ یہ دائرہ تو تمام انسانوں کے لیے ہؤا۔

حیات و ممات انبیاء کا قانون

اب میں یہ بتاتی ہوں کہ قرآن شریف میں انبیاء علیہ السلام کی حیات ممات کے متعلق کیا ہے تو قرآن شریف میں یہ آیت کریمہ ملتی ہے

مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ ؕ

(اٰل عمران3:145)

جب جنگِ اُحد میں یہ مشہور ہو گیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے تو لوگ گھبرا گئے اور ان کو یقین نہ آتا تھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں ہے محمد مگر رسول اللہ' اس سے پہلے بھی گزر چکے ہیں رسول' اگر یہ مر جائے یا قتل کیا جائے تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے۔ یعنی باوجود ایمان لانے کے پھر کافر ہی ہو جاؤ گے۔ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمام انبیاء فوت ہو گئے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ کوئی انہونی بات نہیں تمام انبیاء سے ہوتی آئی۔ اب یا تو حیاتِ مسیح کے ماننے والے حضرت مسیح علیہ السلام کو دائرۂ انبیاء سے خارج کریں جو قرآن شریف کی محکم آیتوں کے صریح خلاف ہے یا ان کی وفات مانیں۔ اب دو طرح کے دلائل ہوں گے ایک تو عام تمام انسانوں کے لیے اور پھر خاص انبیاء کے لیے۔ جن سے وفات اور حیاتِ انسانی کا طریق معلوم ہو گیا کہ ہر ایک انسان خواہ نبی ہو یا غیر نبی زمین پر ہی وفات پاتے رہے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے پہلے سب نبی فوت ہو چکے ہیں۔ پس مسیح بھی جو پہلے انبیاء میں داخل ہیں وفات پا چکے۔ آگے میں بالخصوص حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق چند دلائل پیش کرتی ہوں جن کو چاہیے کہ میری پیاری ہم قوم بہنیں یاد رکھیں۔

مسیح ناصری کی وفات

قرآن شریف کے تیسرے ہی پارے میں آتا ہے:

يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ۝

(آلِ عمران 56:3)

یعنی اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تجھے پاک کرنے والا ہوں ان لوگوں سے جنہوں نے تیرا انکار کیا اور تیرے تابعین کو تیرے منکرین پر غلبہ دینے والا ہوں قیامت تک۔

غیر احمدی لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس آیت میں تقدیم و تاخیر ہے۔ یعنی یہ آیت آگے پیچھے ہے۔ اول تو یہ بات ہی غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام میں ایسی تقدیم و تاخیر نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ کا پاک کلام تو ہر ایک عیب سے پاک ہے۔ تو پھر اس کے پاک و صاف کلام میں ایسے نامعقول تقدیم و تاخیر جیسے نقص کا ہونا کیا معنی۔ اگر ہم غیر احمدی لوگوں کی یہ بات بھی تسلیم کر لیں کہ اس آیت میں تقدیم و تاخیر ہے۔ تب بھی ان کا مطلب حاصل نہیں ہو سکتا۔ اگر اس آیت کو آگے پیچھے کر دیویں تو اس کے معنی یہ ہو جاویں گے کہ اے عیسیٰ میں تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تجھے پاک کرنے والا ہوں۔ اور تیرے تابعین کو منکرین پر فوقیت دینے والا ہوں قیامت تک۔ اور پھر تجھے وفات دینے والا ہوں۔ تقدیم و تاخیر کرنے کے لیے غلبہ پہلے ہو گیا۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ آیا غلبہ ہو چکا کہ نہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ غلبہ ہو چکا۔ کون کہتا ہے آج کل عیسائیوں کی سلطنت نہیں اور یہودیوں کی ہے۔ یہودیوں کا تو کہیں نام بھی نہیں بس معلوم ہؤا کہ وفات ہو چکی۔ کیونکہ جب غلبہ ہو چکا تو وفات کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ باوجود تقدیم و تاخیر کرنے کے وفات غلبہ سے پہلے ہے۔ اب آگے تطہیر آئی۔ تطہیر تو ہو چکی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حضرت مسیح علیہ السلام کی بہت تطہیر ہوئی قرآن شریف نے حضرت مسیح بن مریم کی بہت تطہیر کی۔ انہیں کی تطہیر کے لیے تو کہا کہ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ میں آگے چل کر انشاء اللہ مفصل طور پر بیان کروں گی۔ جب تطہیر ہو چکی تو وفات بھی ہو چکی۔ پھر آگے چل کر رفع لو۔ جب غیر احمدی خود کہتے ہیں کہ حضرت مسیح کا رفع ہو چکا تو وفات بھی ہو چکی۔ اب آگے قیامت ہے۔ تو کیا حضرت مسیح قیامت کو فوت ہوں گے۔ قیامت کے دن تو مُردے زندہ کیے جاویں گے اور حضرت مسیح کے لیے یہ انوکھی بات ہے کہ وہ قیامت کے دن مریں گے۔ حیف ہے ایسے لوگوں کے دین و ایمان پر۔ اور ہزار افسوس ہے تقدیم و تاخیر کرنے والوں پر۔

معزز بیبیو اور پیاری بہنو! میں نے یہ جو چند دلائل آپ کو حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کے متعلق سنائے ہیں۔ اگر آپ ان کو اچھی طرح یاد رکھ لیں گی تو بہت لوگوں کی ہدایت کا موجب ہوں گے۔ اور آپ سے جس وقت کوئی غیر احمدی عورت جواب طلب کرے تو آپ کو انشاء اللہ کوئی دقّت نہیں ہو گی۔ اب ایک اور دلیل دیتی ہوں جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیح فوت ہو گئے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے سامنے خود اپنے مرنے کا اقرار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِىْ وَ اُمِّىَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِىْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِىْ بِحَقٍّ ...مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِىْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّىْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِىْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ۝

(سورہ مائدہ:56)

یعنی جب کہے گا اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم کو کیا تو نے کہا لوگوں کو کہ پکڑو مجھے اور میری ماں کو اور دو معبود سوائے اللہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے۔ پاک ذات ہے تیری۔ نہیں ہے میرے لیے کہ میں کہوں وہ بات کہ اس کے کہنے کا حق نہیں ...میں نے ان کو نہیں کہا مگر جو تو نے مجھے حکم دیا کہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی جو میرا ربّ ہے اور تمہارا ربّ۔ اور میں ان پر نگران تھا۔ جب تک کہ میں ان میں رہا۔ پس جب تو

نے مجھے وفات دے دی تو تُو خود ان پر نگران تھا۔ حیاتِ مسیح کے ماننے والوں کے خلاف یہ آیت فیصلہ کن ہے اور حق کا متلاشی اس پر یقین کر سکتا ہے مگر جن کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی بندھی ہوئی ہے وہ تو کسی طرح بھی نہیں سمجھتے۔

اس آیت سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ ربّ العزت قیامت کے روز حضرت مسیح علیہ السلام سے سوال کریں گے کہ تو نے اپنی قوم کو کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو معبود نہ مانو اور اس کی عبادت نہ کرو۔ میری اور میری ماں کی کیا کرو۔ تو حضرت مسیح جواب دیں گے کہ اے اللہ آپ تو عالم الغیب ہیں میرے دل کی بات جانتے ہیں۔ بلکہ جب میں ان میں رہا اور میں ان کو وہی سکھاتا رہا جو آپ مجھے کہتے رہے اور میں اس وقت تک ان کے موحد ہونے کا گواہ ہوں۔ مگر جب آپ نے مجھے وفات دے دی (اس جگہ صاف طور پر وفات کا لفظ آیا ہے) تو تو ہی ان کو دیکھتا تھا اور تو تو جانتا ہے کہ یہ میرے سامنے نہ بگڑے تھے۔

میری بہنو! حیاتِ مسیح کے ماننے والوں کو کہو کہ اب یا تو اللہ تعالیٰ کے صادق کو، سچے پاک نبی کو جھوٹا کہیں یا یہ کہیں کہ عیسائی مذہب سچا ہے۔ اب تو یہی ہو سکتا ہے کہ یا یہ سمجھو کہ حضرت مسیح نے اللہ تعالیٰ کے حضور نعوذ باللہ من ذالک جھوٹ کہا یا اللہ تعالیٰ نے نعوذ باللہ یوں ہی کہہ دیا۔ اگر یہ کہو کہ حضرت مسیح نے سچ کہا تو وفات مانو۔ اگر جھوٹ کہا تو عیسائی مذہب کو سچا مان کر عیسائی ہو جاؤ۔

معزز بیبیو! پیاری بہنو! ذرا دیکھو تو کیسے کیسے بیّن دلائل ہیں مگر لوگ نہیں مانتے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی جناب سے سمجھ عطا کرے آمین۔

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ

اب قائلینِ حیات کی ایک دلیل کو رد کرتی ہوں۔ قائلِ حیات مسیح کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ

یعنی نہ تو مسیح قتل کیے گئے اور نہ سولی دیے گئے۔

اس کی شبیہ بنائی گئی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا۔

جاہل یہ نہیں سمجھتے کہ یہاں تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیحؑ پر سے ایک بڑے الزام کو دُور کیا ہے۔ کیونکہ یہودیوں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جو سچا نبی ہوتا ہے وہ قتل نہیں کیا جاتا اور جو سُولی دیا جاتا ہے وہ لعنتی ہوتا ہے۔ اور حضرت مسیح قتل کیے گئے اور نہ ہی سولی دیے گئے تو معلوم ہؤا کہ سچے تھے۔ لعنتی نہ تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ قتل کیے گئے نہ سولی دیے گئے۔ اور یہ خوب یاد رکھنے کے قابل ہے کہ صَلَبُوْهُ کے معنی سولی پر مارنے کے ہیں نہ صرف سولی پر چڑھانے کے۔ حضرت مسیح سولی پر تو ضرور چڑھائے گئے مگر آپ سولی پر مارے نہ گئے تھے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے صَلَبُوْهُ فرما کر نفی قتل بالصلیب کی کی ہے اور لغت سے صلب کے معنی سولی پر مارنے کے ہیں۔ اور کیا موت دو طرح ہی ہوتی۔ ایک قتل اور ایک سولی کے ذریعہ۔ کسی اور طرح موت ہونی ناممکن ہے؟ کیا ممکن نہیں کہ حضرت مسیح کسی اور طرح فوت ہو گئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے تو صرف دو طرح کی موت سے ان کو بری کیا ہے۔ طبعی موت سے تو ان کو بری نہیں کیا۔ پھر آیت سے یہ مطلب لے لینا کس قدر جہالت ہے۔

وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ

اور یہ جو فرمایا ہے کہ اس سے یہ مطلب نہیں کہ ان کی شکل کا ایک اور شخص تھا۔ اس کو بجائے ان کے سولی دیا گیا۔ یہ بھی ایک حماقت ہے کیا اللہ تعالیٰ کو یہ قدرت نہ تھی کہ بغیر کسی کو مسیح کا فدیہ دینے کے مسیح کو زندہ رکھتا۔ یہ تو ایک اللہ تعالیٰ پر الزام لگانا اور اللہ تعالیٰ کو ظالم بنانا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح کی جگہ ایک بے گناہ کو سُولی پر چڑھا دیا۔ اللہ تعالیٰ تو ایک ذرہ کے برابر بھی ظلم نہیں کرتا یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ ایک بے گناہ کو سولی دیا جائے۔

اور جب آپ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ اور فرما دیا کہ بل رفعه الله اليه تو پھر شبیہ بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ یونہی ایک غریب کو سولی پر چڑھا دیا۔ ایک تو یہ ظلم ہؤا۔ اور دوسرے بے ضرورت کیونکہ وہ سولی دینے والے لوگ مسیح کو اللہ تعالیٰ کے پاس سے تو نہ لا سکتے تھے۔ تو پھر کیا ضرورت تھی کہ شبیہ بنائی جائے۔ اگر مسیح زمین پر بھی ہوتے تو اللہ تعالیٰ کو اتنی قدرت نہ تھی کہ اپنے ایک بندے کو زمین پر رکھ کر پھر سولی سے محفوظ رکھتا۔ اللہ تعالیٰ تو قادر ہے۔ اُس نے تو سب نبیوں کو دشمنوں کے ہاتھ سے زمین پر ہی بچایا۔ کسی کو آسمان پر نہ اٹھایا۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ لغت میں رفع کے کئی معنی ہیں۔ رفع کے معنی آسمان پر اپنے پاس اٹھا لینا تو کہیں نہیں۔ یہ کس قدر حماقت کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نسبت یہ کہا جائے کہ وہ آسمان پر ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ

یعنی ہم شاہ رگ سے بھی قریب ہیں۔

یہ تو اللہ تعالیٰ کو محدود کرنا ہؤا۔ رفع کے معنی یہ کہتے ہیں اوپر اٹھا لینا یعنی آسمان پر اٹھا لیا۔ اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔ سو یہ دلیل بھی باطل ہوئی۔ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کے معنی یہی ہیں کہ مسیح مصلوب ہو کر لعنتی نہیں ہؤا بلکہ قتل وصلیب سے بچایا جا کر مرفوع ہؤا معزز ہؤا۔

دوبارہ نزول مسیح

پیاری بہنو اور معزز بیبیو! وفاتِ مسیح ثابت ہو جانے کے بعد مسیح کے نزول ثانی

کا مسئلہ خود بخود حل ہو جاتا ہے لیکن مختصر طور پر میں اس کا بھی کچھ بیان کر دیتی ہوں ان دلائلِ وفات کو سن کر بعض کہتے ہیں کہ اچھا ہم تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مسیح فوت ہو گئے ہیں۔ مگر یہ کہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ دوبارہ اس دنیا میں نہ آویں گے۔

مردے دنیا میں واپس نہیں آتے

سو میری بہنو! اس کا جواب آپ ان کو یہ دیا کریں کہ حضرت مسیح اس لیے واپس نہیں آسکتے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

مِنۡ وَّرَآئِهِمۡ بَرۡزَخٌ (سورۃ المومنون:101) اور لَا يَرۡجِعُوۡنَ کہ ان کے ورے روک ہے اور وہ لوٹیں گے نہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے وفات یافتگان کے لیے روک ڈال دی ہے کہ وہ اس دنیا میں دوبارہ نہ آویں گے۔

غیر احمدی یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کیا وہ اس روک کو جو اس نے آپ ڈالی ہوئی ہے ہٹا نہیں سکتا تو اس کا جواب آپ یہ دیا کریں کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی کو بلایا اور کہا کہ اے جابر تجھے ایک خوشخبری دوں تو آپؐ نے جابر کو کہا کہ تیرے باپ کو جو جنگِ بدر میں شہید ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے حضور بلایا فرمایا کہ اپنی کوئی خواہش بیان کرو۔ اس نے کہا اے اللہ میری بڑی خواہش یہ ہے کہ میں پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارا جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کوئی اور مراد مانگ اس بات کا میں نے اپنی ذات سے عہد کیا ہوا ہے کہ مُردوں کو دنیا میں دوبارہ نہیں بھیجا کروں گا۔

خاتمہ مضمون اور دعا

اے میری ہم قوم بہنو! اب میں اس مضمون کو اللہ تعالیٰ ہی کے نام پر ختم کرتی ہوں اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں اللہ تعالیٰ اپ لوگوں کے لیے اس مضمون کو موجب برکت کرے اور آپ کے لیے اور کئی روحوں کے لیے مفید ثابت ہو۔ پیاری بہنو! اگرچہ میں بالکل بے علم ہوں مگر اب اپنے فرض سے سبک دوش ہوتی ہوں۔ گو میرا مضمون بہت ہی چھوٹا سا ہے اور اس میں کوئی خوبی نہیں پائی جاتی مگر بہنو! مجھے علم ہی اتنا ہے آپ سب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرے علم میں ترقی دے تاکہ میں کسی اور مبارک موقع پر آپ کی کوئی خدمت کر سکوں۔ آمین۔

امید ہے کہ میری بہنوں نے بھی اپنا فرض اتارنے کے لیے کچھ سنانا ہو گا۔ اس لیے اب میں تو ختم کرتی ہوں اور دعا کرتی ہوں کہ آپ بھی میرے لیے اور تمام قوم کے لیے دعا کریں کہ الٰہی دعاؤں میں ترقی دے اور باغِ احمد کو پھولوں سے بھر اور ہم سب کے دل میں اسلام کا جوش اور پیارے احمدؑ کی محبت ڈال اور ہمیں توفیق دے کہ ہم اس کی پاک تعلیم کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دیں اور اس کا نام روشن کریں۔

الٰہی ہمارے ایمانوں میں آپ ترقی دے۔ الٰہی ہمیں ایسے مواقع دے کہ ہم اپنی جانیں اور عزتیں اور مال تیری راہ میں قربان کر دیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سچائی ہر ایک فردِ بشر کے دل پر محض تیری عطا اور تیری توفیق سے بٹھا دیں۔

الٰہی ہمارے علموں میں ترقی ہو۔ اور اس برگزیدہ قوم پر تیرے فضلوں کی موسلا دھار بارشیں آئیں۔ ہمارے لیے آپ کے جوارِ رحمت میں جگہ اور حشر کے دن ہمارے پیارے احمد اور پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خادموں میں جگہ ملے۔ آمین یا رب العالمین۔ میں انشاءاللہ تعالیٰ اللہ کی توفیق سے ایک مضمون ”صداقت مسیح موعود“ تمہیں کل یا پرسوں سنا دوں گی۔ جو آپ کے لیے بہتر ہو گا وباللہ توفیق۔ والسلام۔

(اخبار فاروق، قادیان دارالامان، مورخہ 13 جنوری 1916ء)

https://alfazl.com/2025/11/19/134933/

شہادت کا درجہ پانے والے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”جس نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ اس نے پہلے ازل سے ہی ایسے آدمی رکھے ہیں جو بکلّی صحابہؓ کے رنگ میں رنگین اور انہیں کے نمونہ پر چلنے والے ہوں گے اور خدا کی راہ میں ہر طرح کے مصائب کو برداشت کرنے والے ہوں گے اور جو اس راہ میں مر جائیں گے وہ شہادت کا درجہ پائیں گے۔“

(ملفوظات جلد 9، صفحہ 286، ایڈیشن 2022ء)

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد، خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی بابرکت صحبت میں چند گھڑیاں

ناصر احمد ابن محمد اسمٰعیل خان

میری خواہش تھی کہ میں اپنے بارے اور اپنے وقت کے عظیم امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو میرے علم میں ہے بیان کروں۔ اور تحریر میں لاؤں گو کام تو مشکل ہے کیونکہ آج سے ساٹھ ستّر سال قبل کے واقعات کو پھر سے یاد کر کے تحریر میں لانا آسان نہیں۔ خصوصاً اس شخص کے لیے جس نے ایسی لمبی دیرینہ باتوں کو تحریر میں لانے کے بارے میں سوچا بھی نہیں۔ بہر حال اگر خدا تعالیٰ کی نصرت اور مدد شامل رہی تو انشاء اللہ سب کچھ آسان ہو جائے گا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے۔ آمین۔

میرا نام ناصر احمد ابن محمد اسمٰعیل خان ہے۔ میرے آباؤ اجداد کپور تھلہ کی بستی پٹھانان کے مقیم تھے۔ جو بعد میں ہجرت کر کے امر تسر میں آباد ہوئے۔ میرے والد صاحب ملازمت کے سلسلہ میں لاہور میں رہتے تھے۔ میری پیدائش لاہور میں ہوئی۔ اپنے شہر لاہور کے گلی محلوں کے پرائمری سکول سے پڑھ کے اسلامیہ بھاٹی گیٹ لاہور میں داخل ہؤا۔ اور وہیں سے میں نے دسویں جماعت پاس کی۔ اور قریب قریب آج سے 55 سال پرانا پنجاب یونیورسٹی لاہور کا گریجوایٹ ہوں دیگر لاہور کے اعلیٰ ٹیکنیکل فنی نیشنل کالج آف آرٹس National College of Arts's میں فنی کام سیکھنے اور پانچ سال طالب علم رہنے کے بعد اسی کالج میں دو سال ٹیچر رہا۔ پھر بعد میں پنجاب کے مختلف اضلاع میں ٹیکنیکل سکولوں میں بطور ہیڈ ماسٹر کے کام کرتا رہا اور جلدی جلدی تبادلوں کی وجہ سے بچوں کی تعلیم میں حرج واقع ہونے سے لاہور پولی ٹیکنیکل کالج سے 25 سال سروس کرنے کے بعد 1976ء میں ریٹائرڈ ہؤا۔ چونکہ مجھے علم حاصل کرنے کی لگن رہتی تھی، میں نے اپنی ملازمت کے دوران مختلف مضامین کی شام کی کلاسوں میں داخلہ لینے کے بعد بی ایس سی آنرز کی ڈگری حاصل کی۔ ٹیکنیکل فیلڈ میں پہلا Light Metal Department کا دوسالہ کورس دوسرا Design Department کا تین سالہ کورس اعلیٰ معیار سے نیو سکول آف آرٹس سے پاس کر کے انعام و اکرام کے ساتھ دونوں کی ڈگریاں حاصل کیں۔ آج کل اس کا نام نیشنل کالج آف آرٹس لاہور ہے۔

یہ ایک معمولی تعلیمی اور فنی خاکہ بیان کرنے کے بعد عرض ہے کہ خاکسار خدا کے فضل و کرم سے پیدائشی احمدی ہے۔ میرے باپ دادا حضور اقدس حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی پاکیزہ فطرت اور عمدہ عادات و خصائل کے شروع ہی سے گرویدہ تھے۔ اور جو شخص بھی حضورؑ کو دیکھتا بس دیکھتا ہی رہ جاتا اور شیدائی ہو جاتا۔

میرے دادا جان حضرت میاں قطب الدین خان امر تسری تانبے پیتل کے برتنوں کا کاروبار قدیم سے امر تسر شہر میں کرتے تھے۔ پیتل کے حمام سماوار بنانے کے موجد تھے اور اس کام میں بہت مشہور تھے۔ آپ کے کارخانے کے ملازموں میں اپنے بیٹوں کے علاوہ دیگر ہندو مسلم کاریگر شاگرد تھے جو بعد میں بیعت کر کے جماعت میں شریک ہوئے۔ میرے دادا جان میاں قطب الدین خاں امر تسری کا نام ابتدائی 313 صحابہ کی لسٹ میں شامل ہے۔ اور حضورؑ کی بعض کتب میں ان کا نام درج ہے۔ حضور اقدسؑ جب بھی کسی کام یا مقدمہ کی پیروی کی خاطر امر تسر تشریف لاتے تو دادا جان بھی دیگر صحابہؓ اور خدمت گاروں کے ساتھ مل کر ہمہ وقت حضور کی خدمت میں رہتے اور آپ کے قیام اور طعام کے انتظام میں پیش پیش ہوتے۔ حضورؑ کی تشریف آوری پر اسٹیشن اور کچہری میں خلقت کا وہ ہجوم ہوتا کہ تِل دھرنے کو جگہ نہ رہتی اور دُور دُور سے ہندو اور مسلمان یکساں شوق سے دیکھنے کے لیے موجود رہتے۔

سن 1934ء کا زمانہ ہو گا۔ میری عمر چودہ پندرہ سال ہو گی۔ میرے والد صاحب نے میری دینی تربیت کی خاطر مجھے لاہور کے سکول سے اٹھا کر قادیان کے تعلیم الاسلام ہائی سکول اور اس کے بورڈنگ ہاؤس میں آٹھویں پاس کرنے کے بعد نویں جماعت میں داخل کروا دیا۔ ایک سال پورا میں قادیان کے سکول اور ملحقہ بورڈنگ ہاؤس میں رہا۔ میرے ساتھی' میرے تایازاد بھائی عزیزم نور احمد خاں بھی بورڈنگ میں رہتے تھے۔ حالانکہ اپنا گھر قادیان محلہ دارالرحمت میں تھا اور وہ اپنی والدہ اور ہمشیرہ کے ساتھ رہا کرتے تھے اس طرح ہم دونوں بھائی قادیان کے عمدہ ماحول اور اور بورڈنگ کے سخت ڈسپلن' نمازوں کی پابندی کے علاوہ دیگر امور زندگی' دینی مشاغل سے کافی بہرہ ور ہوئے۔ چھٹی کے دن ہم دونوں اپنے گھر محلہ دارالرحمت

آ جاتے۔ ہمارے گھر کے نزدیک اور ہمسائیگی میں حضرت مولانا غلام رسول راجیکیؓ کا مکان تھا جو مسجد محلہ دارالرحمت کے قریب تھا اور قریب ہی حضرت مولوی محمد عبداللہ ہیڈ ماسٹر کا مکان واقع تھا اور ہماری ان دو بزرگ ہستیوں سے نمازوں کے وقت مسجد میں ملاقات رہتی اور نیاز حاصل کرتے۔

حضرت مولانا غلام رسول راجیکیؓ کی عالمانہ روحانی محفلوں اور قرآن پاک کے درس سے مستفید ہوتے رہے۔ قادیان میں بورڈنگ کے قیام کے دوران کئی دفعہ تمام طلباء کو سپرنٹنڈنٹ صاحب اپنی نگرانی میں اندرون شہر کی مساجد مثلاً 'مسجد اقصیٰ' 'مسجد مبارک میں نماز باجماعت پڑھانے لے جاتے تھے۔ جن میں امام الصلوۃ حضرت مولوی سید سرور شاہ رضی اللہ عنہ اور حضرت مولوی شیر علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات اور مصافحہ کرنے کا شرف مل جاتا۔ اور ان کے دیدار کرکے ہی دل و دماغ کو روحانی پختگی و مسرت ملتی۔ اس تھوڑے عرصہ کے قیام اور صاف ستھرے ماحول کے زیر اثر رہ کر میرے اندر کافی تبدیلی آچکی تھی۔ اور میں احمدیت کے لیے کافی گرویدہ اور جوش و خروش سے بھرپور رہنے لگا۔ اور مبارک موقع پر مثلاً 'یوم مسیح موعود'، 'یوم سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم'، وغیرہ کے موقع پر طلباء کی ٹولیاں بنا کر لائنوں میں محلوں، گول بازار اور قادیان کے اندرون شہر مسجد اقصیٰ و مسجد مبارک کے تلوں سے گزرتے ہوئے اونچی آوازیں لگاتے درثمین سے حضرت مسیح موعودؑ کے اشعار 'وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا۔ نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے' پڑھتے ہوئے گزر جاتے۔ سکول کی کلاس میں بھی اچھا جانا جاتا تھا اور پڑھائی میں زیادہ ہوشیار تو اتنا نہیں تھا پھر بھی اساتذہ کی نظروں میں اچھا مقبول تھا۔ میرے کلاس فیلو بلکہ سیٹ فیلو صاحبزادہ ڈاکٹر میاں منور احمد تھے۔ جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے صاحبزادے تھے۔ ہمارے انگلش ٹیچر ماسٹر مکرم محمد ابراہیم تھے اور سائنس کے مکرم صوفی محمد ابراہیم ہؤا کرتے تھے۔ اور جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے تعلیم الاسلام ہائی سکول، 1934ء میں نویں جماعت کی تعلیم کو آج تک نہیں بھول سکا۔ کیونکہ استاد بڑے محنتی تھے۔ بڑی شفقت اور محبت سے تمام طلباء سے پیش آتے تھے اور طالب علم بھی خوشی سے اور توجہ سے پڑھتے تھے۔

بورڈز طلباء جن کے گھر قادیان میں تھے وہ جمعرات کی شام سے جمعہ کی شام تک اپنے اپنے گھروں میں رہ سکتے تھے۔ لہٰذا ہم دونوں بھائی محلہ دارالرحمت اپنے گھر چلے جاتے اور صبح جمعہ کے لیے تیاری کرتے۔ میری کافی دیر سے یہ آرزو رہی کہ کسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے پاس جگہ مل جائے تو میں بھی حضورؓ کا دل بھر کر دیدار کرسکوں۔ جلدی تیار ہوکر میں مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے نکلتا۔ مگر پھر بھی اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوتا اور دل برداشتہ ہوکر صبر کرتے ہوئے اس امید پر کہ چلو اگلے جمعہ کوشش کر دیکھیں گے۔ تو اگلے جمعہ کافی پہلے مسجد اقصیٰ میں داخل ہؤا۔ کافی دوست احباب جمع تھے اور نصف دالان تک احباب صفوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میں منتظمین کی منت سماجت کر تابرآمدے کے پاس منبر کے نزدیک اپنی نشست سنبھالنے میں کامیاب ہوگیا۔ اور جلد ہی مسجد کا صحن بھر گیا اور حضورؓ کی تشریف آوری کا وقت ہوتا جارہا تھا۔ میں اپنا سر زانو میں دبائے آنکھیں بند کئے دعاؤں میں مشغول تھا کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی اہل کار یا منتظم مجھے آدبوچے اور جگہ سے اٹھا کر پیچھے بیٹھنے کے لیے کہے۔ بہر حال خدا خدا کرکے وہ ڈر اور خوف کی گھڑی گزر گئی اور حضور اقدس سیدنا خلیفۃ المسیح الثانیؓ تشریف لائے اور منبر کے پاس بیٹھ گئے۔ اذان ہوئی خطبہ شروع ہؤا۔ نماز جمعہ پڑھانے کے بعد کبھی کبھی حضور مسجد میں تشریف فرما رہتے اور باہر سے آنے والے دوستوں سے گفتگو فرماتے۔ میری دلی تمنا یہ تھی کہ حضورؓ کو کوئی نہ کوئی دوست دباتے ہیں۔ مجھے بھی موقع ملے اور میں بھی حضورؓ کو دباؤں۔ پروردگار کے وارے وارے جاؤں اس دن مجھے میری قسمت نے یاوری کی۔ تو میں نے بھی حضور کو پشت مونڈھے اور بازوؤں کو اس انداز سے دبایا کہ آپ کو دوستوں سے بات چیت کرتے وقت کسی قسم کی مشکل پیش نہ آئی اور میں محسوس کر رہا تھا کہ میرے دبانے سے حضورؓ کو سکون مل رہا ہے اور کوفت و تھکاوٹ دور ہو رہی ہے۔ جس سے مجھے بھی اطمینان اور خوشی محسوس ہو رہی تھی۔ آدھا گھنٹہ گفتگو ختم ہونے کے بعد حضور نے اٹھتے ہوئے ازراہ نوازش خاکسار کا نام دریافت فرمایا اور سکونت پوچھی اور حضورؓ تشریف لے گئے۔ میری خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اور میں دل ہی دل میں بہت خوش تھا کہ میری دلی مراد پوری ہوئی اور اگلے جمعہ کی آمد کا بڑی بے تابی سے انتظار کرنے لگا کہ کسی طرح جمعہ جلدی آئے اور پھر میں اپنے آقا کے قدموں میں بیٹھوں۔ محافظ اور منتظم بھی مجھے دیکھ چکے تھے اور میں بھی نڈر ہو چکا تھا۔ اس طرح بہت دفعہ اس عاجز کو حضور اقدس کو دبانے کا شرف ملا۔ اور میں اپنی عمر اور عقل کے مطابق جو بھی میرے من میں دعا سوجھتی میں حضور کے مبارک جسم کو دباتے ہوئے دل سے خدا تعالیٰ سے مانگتا۔ اور بار بار پروردگار سے اپنے لیے، والدین کے لیے، بہن بھائیوں کے لیے اور سب کے لیے دعائیں مانگتا اور حضورؓ کی قربت میں بیٹھے خدا سے اپنی زبان پنجابی میں کہ اے خدا 'تو مجھے ڈھیر سارا دے مینوں لمبی وڈی عمر اور صحت دے۔' اور اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ میری دعائیں جو مجھے میرے آقا کے قدموں میں بیٹھے خدا تعالیٰ سے عاجزی و انکساری سے نکلیں ان سب کو میرے مولا نے شرف قبولیت بخشا۔ اور مجھے میری زندگی میں ہی سب کچھ دے دیا اور دکھا دیا۔ اس پر میں جتنا بھی پروردگار کا شکر کروں کم ہے۔ اس پروردگار نے مجھے صحت

اور لمبی عمر دی۔ ہم چھ بہن بھائی تھے جن میں، میں تیسرے نمبر پر تھا۔ اب میں اپنے خاندان میں سے ایک ہی حیات ہوں۔ خدا تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل سے بہت کچھ دیا ہے میرے دیگر دو بھائیوں کی کوئی اولاد نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد سے نوازا۔ جو دس پر مشتمل ہے۔ جن میں 5 بیٹے اور 5 بیٹیاں ہیں۔

یہ دس کے دس ہی خدا تعالیٰ کے فضل سے نیک صالح اور احمدیت کے شیدائی ہیں۔ اس پروردگار نے مجھے "ڈھیر سارا دیا" ہمت دی طاقت دی جس کے طفیل میں اپنی ساری اولاد کو اعلیٰ تعلیم سے سنوار سکا۔ ان میں کوئی ڈاکٹر بنے اور کوئی انجینئر اور پندرہ بیس سال سے بیرون ملک امریکہ میں آباد ہیں۔ جماعت احمدیہ کیلی فورنیا، لاس اینجلز کی جماعت میں مختلف خدمات بجالا رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے میری نسل کو قائم ہی نہیں رکھا بلکہ مجھے خدا نے تیس چالیس پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیوں سے نوازا ہے اور خوشبودار رنگ بہ رنگ پھولوں سے سجا دیا ہے۔

ہمارے والد صاحب ہر سال موسم گرما کی چھٹیوں میں ہمیں کسی نہ کسی پہاڑ پر گرمیاں گزارنے کے لیے چھوڑ آیا کرتے۔ اس طرح ہم کبھی ڈلہوزی کبھی مری کبھی نینی تال جاتے رہے۔ ہر پہاڑ پر دو سے تین ماہ تک ہمارا قیام ہوتا۔ میرے بڑے بھائی بشیر احمد خاں مرحوم فوج میں ملازم تھے اور وہ انبالہ چھاؤنی میں مقیم تھے اور چونکہ میں اب سیانا ہو چکا تھا۔ میرے والد صاحب مجھے باہر کنبہ کی دیکھ بھال اور کنٹرول کے لیے چھوٹے بہن بھائیوں اور والدہ کے ساتھ چھوڑ آتے تھے۔ والد صاحب ہمارے قیام کے دوران دو تین دفعہ چکر لگا جاتے۔ ایک موقع پر ہم ڈلہوزی ہلز گئے ہوئے تھے اور اندرون شہر کوچہ میں ہمارا مکان تھا۔ خرید و فروخت کی دکانیں اور سٹورز اور ڈاک خانہ بنک وغیرہ بڑی سڑک مال پر ہؤا کرتے تھے۔ میں اوپر جا کر سودا سلف روزانہ لایا کرتا تھا۔ ہماری احمدیہ مسجد بھی ہمارے گھر سے ذرا دور ہی تھی اور مقامی مختصر جماعت ہؤا کرتی تھی۔ سوائے چند ایک 'ہمارے خاندان کے وقتی طور سیر و تفریح کے لیے آنے سے مسجد میں رونق ہو جاتی۔ ان ایام میں' ہماری خوش قسمتی سمجھیے 'حضور اقدس سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بھی چند دنوں کے لیے ڈلہوزی صحت افزا مقام پر رونق افروز ہوئے۔ سب دوست احباب کو اطلاع کی گئی۔ حضور اقدسؓ کی اوپر بڑی سڑک مال پر اچھی بڑی کوٹھی تھی جہاں حضور مع اہل و عیال اور اپنے پورے عملے کے ٹھہرتے۔ کوٹھی کے ایک بڑے ہال میں نمازوں اور درس قرآن پاک کا انتظام ہؤا کرتا تھا۔ حضورؓ چونکہ قادیان کی شدت کی گرمی، حبس اور تیز لُو کے چند دن گزارنے کے لیے سیر و تفریح کی خاطر تشریف لاتے تھے۔ اس لیے روزانہ نماز فجر کے بعد اپنے قبل طے شدہ پروگرام کے مطابق اوپر ارد گرد پہاڑوں پر اپنے پورے عملے اور موجودہ احباب جماعت کے ہمراہ سیر و تفریح و پکنک منانے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ حضورؓ کے ساتھ حضور کی بیگمات اور بچے بھی ہوتے ان کے علاوہ چند دو ایک بزرگ ہستیوں کے عملہ میں مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ مرحوم اور حضورؓ کے پرائیوٹ سیکرٹری وغیرہ بھی شامل ہوتے۔ حضورؓ کی تشریف آوری کی جوں جوں دور نزدیک کے رہنے والے دوست احباب کو خبر ہوتی تو کافی رونق ہو جاتی اور نماز فجر کی ادائیگی کے بعد اکٹھے ایک قافلہ کی صورت میں چل پڑتے اس قافلہ میں ناشتہ اور کھانا پکانے والا عملہ پورے طور پر تربیت یافتہ اور مکمل ساز و سامان کے ساتھ قافلہ کے ساتھ ہوتے۔ راستہ چونکہ اوپر پہاڑ کی چڑھائی اور فاصلہ لمبا ہونے کی صورت میں قافلے کے ساتھ دو ایک ٹٹو یعنی چھوٹے سائز کے گھوڑے جن کو خچر بھی کہا جاتا ہے، مستورات اور بزرگ احباب کے لیے ساتھ ہوتے تا کہ پہاڑ کی چڑھائی آسان ہو جائے ان پر دوران سفر حضورؓ نے تو کبھی سواری نہیں کی۔ البتہ مستورات کے علاوہ مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ مرحوم یا دیگر کمزوروں کو سواری کی سہولت کا شرف دیتے۔ آپؓ بہت تیز چلنے کے عادی تھے۔ اور اوپر پہاڑ پر بھی بڑی تیزی کے ساتھ چڑھ جاتے۔ مجھ گنہگار کو یہ شرف حاصل تھا کہ میں حضورؓ کی چھڑی اور بارش سے بچنے کے لیے چھتری لیے ساتھ ساتھ ہوتا اور قدم بہ قدم ساتھ رہتا۔ حضور اوپر جا کر وقفہ فرماتے اور قافلہ کے نزدیک آجانے کا انتظار فرماتے۔ پھر قافلہ کو ساتھ لے کر آگے چلنا شروع کرتے۔ چڑھائی کے دوران کبھی کبھی ہلکی بوندا باندی بھی شروع ہو جاتی۔ تو خادم چھتری تان کر حضور کی چھڑی لیے ساتھ چلتا۔ اور دل میں اپنے پروردگار کا اتنا شکر گزار ہوتا اور اتنا خوش ہوتا کہ پھولے نہ سماتا کہ خدا تعالیٰ نے اس عاصی و گنہگار کو اپنے پیارے وقت کے امام کے پاس بیٹھنے اور ساتھ ساتھ چلنے کا شرف بخشا۔ اور یہ دیکھتا کہ کس طرح حضورؓ دوران سفر دوست احباب سے بڑے پیار و محبت اور ہنسی و مذاق سے ڈاکٹر صاحب و دیگر دوستوں سے گفتگو فرماتے۔ جس سے سفر کی تھکان غائب ہو جاتی اور قافلہ خوشی خوشی حمد و ثناء کرتا ہؤا اپنے مقام پر پہنچ جاتا اور پڑاؤ کر لیتا۔ یہ پڑاؤ والی جگہ پہلے ہی سے منتخب کی ہوتی۔ جو دو پہاڑوں کے درمیان اچھی کھلی ہموار جگہ ہوتی۔ جو بڑی صاف ستھری اور ہری نرم گھاس سے پُر ہوتی جس کی بلندی سے دور دور قدرت کے مناظر ہی مناظر دکھائی دیتے تھے۔ قافلے کے اس مقام پر پہنچنے سے قبل منتظم کی پارٹی مع باورچی کے عملہ لیے پہلے ہی پہنچ جاتی تا خواتین کے لیے تھوڑی دور فاصلے پر پردہ کا انتظام اور ناشتہ و کھانا کے پکوان کا بندوبست خاطر خواہ ہو سکے۔ میدان کے ایک کونے میں احباب کے بیٹھنے کے لیے گھاس پر ایک بڑی دری بچھائی جاتی جس کے ایک طرف چھوٹا قالین جانماز بچھا دیا جاتا جس پر حضورؓ تشریف فرما ہوتے۔ باورچی کے ساتھ چند

خدام مل کر نہایت مزیدار ناشتہ جس میں پوریاں حلوہ چھولے چٹ پٹے کھانے کو ملتا جس کے بعد گرما گرم امرتسری سبز الائچی والی چائے پینے کو ملتی۔

حضور اقدس کبھی خیمے میں اپنی بیگمات کے ساتھ ناشتہ کر کے بعد میں چائے احباب جماعت کے ساتھ بیٹھ کر نوش فرماتے۔ پہرہ دار اور دیگر خدام مل کر چاروں طرف دور دور چل پھر کر پہرہ دیتے۔ حضورؓ اپنی مستورات کے ساتھ مل کر سیر کو جاتے اور ان کے ساتھ چہل قدمی فرماتے۔ بعد میں دوپہر کو کھانا کھانے کے بعد حضور اقدسؓ دو نمازیں ظہر و عصر اکٹھی پڑھا کر کچھ عرصہ کے لیے مجلس عرفان و قرآن پاک کی آیت کی تفسیر فرماتے۔ کچھ وقت کے لیے مستورات کی طرف بھی تشریف لے جاتے اور ان کی محفل میں شرکت فرماتے۔ اس طرح دونوں طرف رونق افروز رہ کر ہر دو کی خوشنودی اور دلجوئی فرماتے۔ بعد میں تفریح طبع کے طور پر ورزشی مقابلے ہوتے جس میں دو ٹیموں کے درمیان کبڈی اور رسہ کشی کے میچ ہوتے۔ ایک ٹیم توجوان خدام کی ہوتی دوسری ادھیڑ عمر کے بوڑھے انصار شامل ہوتے۔ آپس میں میچ بڑے پر لطف ہوتے اور حضور اقدس سیدنا خلیفۃ المسیح الثانیؓ ان کبڈی اور رسہ کشی کے میچوں کے دیکھنے کے لیے خود بنفس نفیس تشریف فرما ہوتے۔ اور بڑی خوشی و شادمانی سے کھیلوں میں دلچسپی لیتے۔ اس طرح سب دوست حضور اقدس کی موجودگی اور قربت سے شرف یاب ہوتے۔ خلیفہ وقت کے ساتھ مل کر اپنی زندگی میں نہ بھولنے والی دلفریب پہاڑوں کے دامن میں منائی جانے والی پکنک سے لطف اندوز ہوتے۔ آخر میں قافلہ واپس روانگی کے لیے نیچے اپنی منزل کی طرف روانہ ہوتا اور شام ہونے سے قبل حضورؓ کی جائے رہائش کوٹھی پر پہنچ جاتا اور مغرب و عشاء کی دونوں نمازیں پڑھ کر دوست احباب اپنے اپنے گھروں کی طرف چل نکلتے۔

اسی طرح ہر روز بعد ادائیگی نمازِ فجر کسی دوسری سمت قافلہ چل نکلتا۔ روانگی سے قبل حضور اپنی ایک ہی نظر میں دوستوں کی گنتی حاضر اور غیر حاضر کا شمار کر لیتے اور دوسرے دن ان سے نہ آنے کی وجہ دریافت فرماتے۔ تیسرے چوتھے روز میں ذرا دیر سے اٹھنے کی وجہ سے نمازِ فجر میں شامل نہ ہو سکا اور نہ ہی قافلہ کے ہمراہ جا سکا حضورؓ کی چھڑی اور چھتری کی پاسداری کی وجہ سے میری غیر حاضری فوراً ہی پکڑی گئی اور حضور کے دریافت فرمانے پر سوائے ندامت و شرمندگی کے حضور کے سامنے نظر اٹھانے اور بولنے کی طاقت و جرأت نہ تھی۔ اس دن کے بعد گھڑی کے الارم پر جلد صبح اٹھ جاتا اور فجر کی نماز پر حضور کی تشریف آوری سے قبل مسجد میں ہوتا۔ اور بعد کی پکنک میں شامل ہوتا رہا۔ ایک روز جبکہ ہمارا قافلہ اوپر پہاڑ پر چڑھائی کر رہا تھا اور ہم سب پگڈنڈی پر سے اوپر جا رہے تھے۔ ہم میں سے ایک شخص نے زور سے پکار کر کہا ”حضور وہ سامنے مولوی محمد علی صاحب نیچے آرہے ہیں۔“

حضورؓ نے فرمایا 'مولوی صاحب ہمارے سامنے نہیں ٹھہر سکتے وہ ادھر ادھر غائب ہو جائیں گے'۔ سو ایسا ہی ہوا دیکھتے کیا ہیں مولوی صاحب یکدم پٹڑی سے نیچے اُتر کر غائب ہو گئے اور ان کا جاتے ہوئے پتہ نہیں چلا۔ ایسے ہی ایک دن پکنک پر ہم سب حضور اقدسؓ کے ساتھ تھے۔ حضور کھانا کھانے کے بعد اپنی مستورات کے ہمراہ چہل قدمی فرما رہے تھے کہ دور سے کسی غیر مرد کو اوپر پہاڑی کی اوٹ سے بار بار دیکھنے کے شک میں حضور اقدسؓ نے اپنے کوٹ کی جیب سے چھوٹا پستول نکال کر دو تین ہوائی فائر کئے اور خدا کے فضل سے یہ خطرہ ٹل گیا۔

سو میرے عزیزو! یہ چند سطور جو میں نے قلمبند کیے ہیں وہ آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔ کیا ہی خوش نصیب وہ لوگ ہیں جنہوں نے امامِ وقت کو پایا اور روحانی نعمتوں سے مالا مال ہوئے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی اعلیٰ سے اعلیٰ نعمتیں اپنی زندگی میں بار بار نصیب کرے۔ آمین یاربّ العالمین۔

(مرسلہ: مکرم ڈاکٹر طاہر خان)

بتاؤں تمہیں کیا کہ کیا چاہتا ہوں
ہوں بندہ مگر میں خدا چاہتا ہوں
میں اپنے سیاہ خانۂ دل کی خاطر
وفاؤں کے خالق !وفا چاہتا ہوں
جو پھر سے ہرا کردے ہر خشک پودا
چمن کے لیے وہ صبا چاہتا ہوں
مجھے بیر ہرگز نہیں ہے کسی سے
میں دنیا میں سب کا بھلا چاہتا ہوں
وہی خاک جس سے بنا میرا پتلا
میں اس خاک کو دیکھنا چاہتا ہوں
(کلام محمود)

حقیقی انصار

مدثر احمد نقاش

جب تمہیں گزرے ہوئے کچھ لوگ تڑپانے لگیں
جب پرانے دوست تم کو پھر سے یاد آنے لگیں

جب تمہیں معلوم ہو جائے کہ دنیا کھیل ہے
اک تماشہ ہے سراسر عارضی یہ میل ہے

تم بھی اس تمثیل کا اک مختصر کردار ہو
تب حقیقت میں سمجھ لینا کہ تم انصار ہو

جب تمہارے دل میں تقویٰ پھول پھل لانے لگے
جب گنہ کی جستجو کا پیڑ مرجھانے لگے

جب عبادت میں تضرّع کی کمی محسوس ہو
جب ارادوں میں تمہیں کچھ پختگی محسوس ہو

جب لگے تم کو کہ تم اک قوم کے معمار ہو
تب حقیقت میں سمجھ لینا کہ تم انصار ہو

جب تمہیں اسرارِ دنیا کی سمجھ آنے لگے
جب سیاہی سر کے بالوں سے اتر جانے لگے

جب حقیقت کی ملے تم کو شعور و آگہی
جب سمجھ آنے لگیں تم کو امورِ زندگی

جب لگے تم معرفت کے نور سے سرشار ہو
تب حقیقت میں سمجھ لینا کہ تم انصار ہو

جب تہجد کی عبادت میں مزہ آنے لگے
جب تمہارا دل نوافل میں سکوں پانے لگے

جب کسی کے غم میں تم غمگین ہو جانے لگو
جب خدا کے رنگ میں رنگین ہو جانے لگو

جب تمہیں اپنے خدا سے سب سے بڑھ کر پیار ہو
تب حقیقت میں سمجھ لینا کہ تم انصار ہو

جب دعائیں مانگتے ہو تم خلافت کے لیے
قدر رکھتے ہو نظر میں تم جماعت کے لیے

جب تمہارے دل پہ خطبے کا اثر ہونے لگے
جب تمہاری زندگی سادہ بسر ہونے لگے

جب تمہیں محسوس ہو کہ تم تو خدمت گار ہو
تب حقیقت میں سمجھ لینا کہ تم انصار ہو

جب قرآنِ پاک پڑھنا روز کا معمول ہو
دین کا پیغام دینے میں اگر مشغول ہو

جب سمجھداری نظر آئے تمہاری بات میں
نورِ فرقاں جب دکھائی دے تمہاری ذات میں

جب لگے تم کو کہ تم اک قافلہ سالار ہو
تب حقیقت میں سمجھ لینا کہ تم انصار ہو

بہتان طرازی اور الزام تراشی کی شناخت اور اس کی اشاعت سے اجتناب کا حکم

ابو فاضل بشارت

دین اسلام ایک پاکیزہ و شائستہ،نظیف و نفیس اور مہذب و متمدن مذہب ہے جو تمام ادیان سے اعلیٰ و افضل اور بالا و برتر ہے۔اس پاک دین کے ماننے والوں پر ایک ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس دین کی تقدسیت اور پاکیزگی کو اپنے حسن عمل اور پاکیزہ اخلاق سے بھی ثابت کریں کیونکہ یہی اسلام اور بانیٔ اسلام ﷺ کی تعلیمات ہیں کہ روحانی و جسمانی نفاست و نظافت کو ہر مسلمان اپنا شعار بنائے تا کہ اخلاقی گراوٹوں اور گناہوں سے پاک ایک پُر امن اسلامی معاشرے کا قیام ہو سکے۔

روحانی و معاشرتی پاکیزگی کے لیے اللہ تعالیٰ نے جن کبیرہ گناہوں سے منع فرمایا ہے ان میں سے ایک بڑا گناہ بہتان طرازی اور الزام تراشی ہے۔دورِ حاضر میں سوشل میڈیا کے ذریعہ جہاں روابط میں آسانی اور تعلقات عامہ کا دائرہ وسیع ہو گیا ہے وہاں الزام تراشی اور بہتان بافی کی وبا بھی معاشرہ میں عام ہو چکی ہے۔فضول بات کو تحقیق اور چھان بین کے بغیر اس قدر پھیلا دیا جاتا ہے کہ ہر کس و ناکس اس پر تبصرہ کر رہا ہوتا ہے خواہ اس کی بنیاد کوئی نہ بھی ہو۔حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کو قرآن کریم میں جہاں سورۃ المومنون کے آغاز میں لغو سے اعراض کا حکم دیا ہے وہاں سورۃ الحجرات میں بڑا واضح حکم یہ دیا ہے کہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوْا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا

(الحجرات 49 :7)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے پاس اگر کوئی بدکردار کوئی خبر لائے تو (اس کی) چھان بین کر لیا کرو۔

اس آیت کریمہ میں ہر سنی سنائی بات پر بغیر تصدیق و تحقیق مان لینے اور اس کو اہمیت دے کر پھیلانے سے منع فرمایا گیا ہے۔اور اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اس کا نتیجہ بھی اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے اگلے حصہ میں بیان فرمادیا ہے کہ أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ (الحجرات 49 :7)ایسا نہ ہو کہ تم جہالت سے کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو پھر تمہیں اپنے کیے پر پشیمان ہونا پڑے۔

رسول اللہ ﷺ نے آدمی کے جھوٹا اور گنہگار ہونے کی ایک اہم نشانی یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ سنی سنائی بات کو آگے بیان اور نشر کرتا پھرتا ہے۔حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ

(صحيح مسلم ، بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْحَدِيثِ بِكُلِّ مَا سَمِعَ)

یعنی کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات لوگوں میں بیان کرتا پھرے۔

دوسری روایت میں ہے:كَفٰى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ

(سنن ابوداؤد، كتاب الادب، بَابٌ فِي التَّشْدِيدِ فِي الْكَذِبِ)

یعنی کسی شخص کے گناہگار ہونے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات لوگوں میں بیان کرتا پھرے۔

شارح صحیح مسلم علامہ نوویؒ(متوفی:676ھ)فرماتے ہیں:

’’الْإِنْسَانُ فَإِنَّهُ يَسْمَعُ فِي الْعَادَةِ الصِّدْقَ وَالْكَذِبَ فَإِذَا حَدَّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ فَقَدْ كَذَبَ لِإِخْبَارِهِ بِمَا لَمْ يَكُنْ‘‘

(شرح النووي على مسلم جزء1،صفحه75)

معمول میں انسان سچی (صحیح) اور جھوٹی (غلط) دونوں قسم کی باتیں سنتا ہے تو جب وہ ہر ایسی سنی سنائی بات کو بیان کرے جن کی کوئی حقیقت ہی نہ ہو تو وہ جھوٹ بولتا ہے۔

پس یہ احادیث بے بنیاد الزام تراشی اور بہتان باندھنے کی نفی کی بیّن دلیل ہیں۔بانیٔ اسلام ﷺ نے معاشرتی اصلاح کے لیے ان کی شناعت و قباحت کا ذکر کر کے اس سے اجتناب کا حکم دیا ہے۔

بہتان اور غیبت میں فرق

بہتان بازی یا افتراء پردازی ایسا نازک مسئلہ ہے کہ بعض اوقات انسان کو اس کا ادراک ہی نہیں ہوتا کہ وہ اس گناہ کا مرتکب ہو رہا ہے اور اپنی دانست میں وہ کسی کی عدم موجودگی میں اس کے متعلق کی گئی بات کو اظہارِ حقیقت امر سمجھتے ہوئے کر رہا ہوتا ہے۔اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس کا فرق بھی بڑی صراحت سے بیان فرما دیا۔چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز صحابہؓ سے دریافت فرمایا:

'' أَتَدْرُونَ مَا الْغِيبَةُ؟ قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ، قِيلَ أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ؟ قَالَ: إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ، فَقَدِ اغْتَبْتَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ'' ۔

(مسلم ،كتاب البر والصلة والآداب، بَابُ تَحْرِيمِ الْغِيبَةِ 4676)

کہ تمہیں معلوم ہے کہ غیبت کیا ہوتی ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ؐ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: کہ تمہارا اپنے بھائی کا اس رنگ میں ذکر کرنا جسے وہ پسند نہ کرتا ہو۔ عرض کیا گیا کہ اگر وہ بات جو کہی گئی ہے سچ ہو اور میرے بھائی میں وہ بات موجود ہو تب بھی یہ غیبت ہو گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر وہ عیب اس میں پایا جاتا ہے جس کا تو نے اس کی پیٹھ پیچھے ذکر کیا ہے تو یہ غیبت ہے اور اگر وہ بات جو تو نے کہی ہے اس میں پائی ہی نہیں جاتی تو یہ اس پر بہتان ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

''غیبت کے متعلق بعض لوگوں میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ اگر کسی کا کوئی سچا عیب اس کی عدم موجودگی میں بیان کیا جائے تو وہ غیبت میں داخل نہیں ہوتا۔ ہاں اگر جھوٹی بات کی جائے تو وہ غیبت ہوتی ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ غیبت کا اطلاق ہمیشہ ایسی سچی بات پر ہوتا ہے جو کسی دوسرے کو بدنام کرنے کے لیے اس کی غیر موجودگی میں بیان کی جائے اگر جھوٹی بات بیان کی جائے گی تو وہ غیبت نہیں بلکہ بہتان ہو گا۔''

(تفسیر کبیر، جلد9، صفحہ 579)

لغت عرب میں بہتان کے معانی

بہتان ''بَهَتَ'' سے ہے جس کے معنی ہیں کہ کسی کے بارہ میں ایسی بات کہی جائے جو اس نے کی ہی نہ ہو۔ بہتان سے مراد افتراء بھی ہے۔

(لسان العرب، جزء2، صفحہ 12)

امام راغب اپنی مفردات میں اس کے معنے یوں لکھتے ہیں:

بَهَتَ کے معنی ہیں حیران و ششدر ہو کر مبہوت ہو جانا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ(النور17:24)یعنی ایسا جھوٹ جسے سننے والا حیرت زدہ اور حیران و ششدر ہو کر مبہوت ہو جائے۔

(مفردات امام راغب ،جزء1، صفحہ148)

قرآن کریم میں 'بُهْتَانٌ' کا لفظ بطور اسم چھ دفعہ استعمال ہؤا ہے۔ سورۃ النساء میں تین دفعہ جس میں سے ایک دفعہ آیت 157 میں حضرت مریمؑ پر بہتان کا ذکر ہے، سورۃ النور میں آیت 17 میں واقعہ افک کے موقع پر اور سورۃ الاحزاب آیت 59 میں مومنین اور مومنات کو ایذاء دینے کے ضمن میں اور پھر سورۃ الممتحنہ کی آیت 13 میں جہاں رسول اللہ ﷺ کو مومنات کی بیعت لیتے وقت کسی پر جھوٹا الزام نہ لگانے پر بھی بیعت لینے کا حکم ہے۔

بہتان طرازی اور الزام تراشی کی شناعت و قباحت

کسی بے گناہ پر بہتان باندھنا اشاعت فحشاء کے زمرہ میں ہی آتا ہے جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ اٰمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (النور20:24)

یقیناً وہ لوگ جو پسند کرتے ہیں کہ ان لوگوں میں جو ایمان لائے بے حیائی پھیل جائے اُن کے لیے دردناک عذاب ہو گا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور اللہ جانتا ہے جبکہ تم نہیں جانتے۔

اور اشاعتِ فحشاء کا حکم کون دیتا ہے؟ شیطان۔ اور شیطان کے قدموں پر چلنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا:

وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۔ إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ

(البقرۃ2:169-170)

اور شیطان کے قدموں کے پیچھے نہ چلو یقیناً وہ تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔ یقیناً وہ تمہیں محض برائی اور بے حیائی کی باتوں کا حکم دیتا ہے اور یہ کہ تم اللہ کے خلاف ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں کوئی علم نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے بہتان باندھنے کو کبائر گناہ میں شامل کرتے ہوئے فرمایا:

'' خَمْسٌ لَيْسَ لَهُنَّ كَفَّارَةٌ: الشِّرْكُ بِاللهِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ بِغَيْرِ حَقٍّ، أَوْ بَهْتُ مُؤْمِنٍ، أَوِ الْفِرَارُ يَوْمَ الزَّحْفِ، أَوْ يَمِينٌ صَابِرَةٌ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالًا بِغَيْرِ حَقٍّ'' (مسند احمد، جزء14، صفحہ 351)

پانچ اعمال ایسے ہیں جن کا (سچی توبہ کے علاوہ) کوئی کفّارہ نہیں: اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، کسی کو ناحق قتل کرنا، کسی مومن پر بہتان لگانا، دوران جہاد پیٹھ پھیر کر فرار ہونا، جھوٹی قسم سے کسی کا مال ناحق ہڑپ کرنا۔ اسی طرح محصنات مومنات پر الزام لگانے کو سبع موبقات میں سے شمار کیا ہے یعنی ہلاک کر دینے والی باتوں میں سے۔

(بخاری كتاب الحدود، باب رمی المحصنات)

پھر آپ ﷺ نے فضول باتیں کرنے کو ناپسندیدہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ: عُقُوقَ الْأُمَّهَاتِ، وَوَأْدَ الْبَنَاتِ، وَمَنَعَ وَهَاتِ، وَكَرِهَ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةَ الْمَالِ

(بخاری كتاب المساقاة بَابُ مَا يُنْهَى عَنْ إِضَاعَةِ الْمَالِ)

ماؤں کی نافرمانی اور بیٹیوں کا زندہ گاڑنا اور خود تو نہ دینا لیکن دوسروں سے مانگنا؛

ان سب باتوں کو اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کیا ہے۔ اسی طرح فضول باتیں کرنے اور بہت سوال کرنے اور مال برباد کرنے کو تمہارے لیے ناپسند کیا ہے۔

اسی طرح حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ

"الْبُهْتَانُ عَلَى الْبَرِيِّ أَثْقَلُ مِنَ السَّمٰوَاتِ"۔

(نوادرالاصول فی احادیث الرسول للحکیم الترمذی، جزء1، صفحہ193)

بے گناہ پر الزام لگانا آسمانوں سے زیادہ بوجھل ہے۔

بہتان باندھنے سے اجتناب کا حکم

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے بہتان باندھنے اور الزام تراشی سے سختی سے منع کیا ہے کیونکہ یہ ایک شخص کی عزت و وقار پر حملہ ہوتا ہے اور اسلام اس بات کی قطعی اجازت نہیں دیتا کہ کسی کی جان و مال اور عزت پر وار کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

"كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ، دَمُهُ، وَمَالُهُ، وَعِرْضُهُ"

(مسلم کتاب البر والصلة والآداب بَابُ تَحْرِيمِ ظُلْمِ الْمُسْلِمِ، وَخَذْلِهِ، وَاحْتِقَارِهِ وَدَمِهِ، وَعِرْضِهِ، وَمَالِهِ)

یعنی ہر مسلمان کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔

اسی طرح حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے جو تاکیدی نصائح فرمائیں اس میں بھی سرفہرست یہ تھی کہ

"فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا"

(بخاری، کتاب الحج، بَابُ الخُطْبَةِ أَيَّامَ مِنًى)

یعنی تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں اسی طرح سے تمہارے اوپر حرام ہیں جیسے کہ یہ دن، یہ شہر (مکہ) اور یہ ماہ (ذوالحجہ) حرمت والا ہے۔

بہتان باندھنے والوں کا دنیاوی انجام

اللہ تعالیٰ نے بہتان باندھنے یا الزام تراشی کرنے والوں کے بارہ میں تین احکامات نازل فرمائے جو یہ ہیں:

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ.إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ۝

(النور24:5-6)

وہ لوگ جو پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں پھر چار گواہ پیش نہیں کرتے تو انہیں (1) اَسّی کوڑے لگاؤ اور (2) آئندہ کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو اور (3) یہی لوگ ہیں جو بدکردار ہیں۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے اس کے بعد توبہ کرلی اور اپنی اصلاح کرلی تو یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

بہتان باندھنے والوں کا اخروی انجام

دنیاوی سزا کے علاوہ اخروی زندگی میں بھی ان بہتان باندھنے والوں کا انجام اچھا نہ ہوگا اور ان کے لیے اللہ کا عذابِ عظیم مقدر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم ۖ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ۚ وَالَّذِي تَوَلّٰى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ۝

(النور24:12)

یقیناً وہ لوگ جو جھوٹ گھڑ لائے تم ہی میں سے ایک گروہ ہے اس (معاملہ) کو اپنے حق میں بُرا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لیے بہتر ہے ان میں سے ہر شخص کے لیے ہے جو اُس نے گناہ کمایا جبکہ ان میں سے وہ جو اس کے بیشتر کا ذمہ دار ہے اس کے لیے بہت بڑا عذاب (مقدر) ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ایسے لوگوں کے بارہ میں فرمایا:

"جس نے اللہ کے حدود میں سے کسی حد کو روکنے کی سفارش کی تو گویا اس نے اللہ کی مخالفت کی اور جو جانتے ہوئے کسی باطل امر کے لیے جھگڑے تو وہ اللہ کی ناراضگی میں رہے گا یہاں تک کہ اس جھگڑے سے دستبردار ہو جائے اور جس نے کسی مؤمن کے بارے میں کوئی ایسی بات کہی جو اس میں نہیں تھی تو اللہ اس کا ٹھکانہ جہنمیوں میں بنائے گا یہاں تک کہ اپنی کہی ہوئی بات سے توبہ کرلے۔"

(سنن ابوداؤد کتاب الاقضیة بَابٌ فِيمَنْ يُعِينُ عَلَى خُصُومَةٍ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَعْلَمَ أَمْرَهَا)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: معراج میں میں ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ لوگوں کا گوشت نوچ نوچ کر کھایا کرتے تھے اور ان کی عزت و آبرو پر حملہ کرتے تھے۔ (ابوداؤد کتاب الادب باب فی الغیبة)

حقیقی مفلس

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے حقیقی مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے ساتھ آئے گا اور اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر بہتان لگایا ہوگا اور کسی کا مال کھایا ہوگا اور کسی کا

خون بہایا ہو گا اور کسی کو مارا ہو گا۔ پس اس کی نیکیاں ان لوگوں کو دے دی جائیں گی جن کے ساتھ اس نے یہ سلوک کیا ہو گا۔ اگر اس کی نیکیاں اس کا حساب برابر ہونے سے قبل ختم ہو گئیں تو ان لوگوں کے جو گناہ ہیں اس ظلم کرنے کی وجہ سے اس کے سر پہ ڈال دیئے جائیں گے اور پھر اس کو آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

(مسلم، کتاب البر والصلة باب تحريم الظلم)

بہتان باندھنا یا الزام تراشی منافقین کا وطیرہ

قرآن کریم جو تاریخِ اسلام کا بنیادی ماخذ ہے اس کے مطالعہ سے یہ بات بخوبی واضح ہے کہ الزام تراشی اور بہتان باندھنا منافقین کا شیوہ ہے جس میں ان کے ناپاک عزائم پنہاں ہوتے ہیں۔ واقعہ افک اس کی بدیہی مثال ہے۔ لیکن ایک ماہ کی اذیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے سورۃ نور کے ذریعہ بانیٔ اسلام اور مسلمانوں کی اس پریشانی کا خاتمہ فرمایا اور منافقین کے اس فتنہ کی سرکوبی کی اور ان کے اصل چہرے سامنے آئے۔ مگر ساتھ یہ بات بھی کھل گئی کہ اُس طرح کے منافقین صفت لوگ ہر دور اور ہر زمانے میں پائے جاتے رہیں گے۔

بہتان کی اشاعت کرنا سنگین گناہ

منافقین کی طرف سے باندھے گئے بہتان کی اشاعت کرنا بھی بڑا سنگین گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيمٌ۝ (النور24: 16)

جب تم اُس (جھوٹ) کو اپنی زبانوں پر لیتے تھے اور اپنے مونہوں سے وہ کہتے تھے جس کا تمہیں کوئی علم نہیں تھا اور تم اس کو معمولی بات سمجھتے تھے حالانکہ اللہ کے نزدیک وہ بہت بڑی تھی۔

اس لیے بہتان اور الزام تراشیوں کی اشاعت سے مجتنب ہی رہنا چاہیے اگر کوئی ایسی بات کرتا ہے تو اسے اپنی زبانوں پر لے کر اپنی مونہوں سے بیان کر کے اس گناہِ عظیم میں پڑنے کیا ضرورت ہے۔

بہتان اور الزام تراشی کے موقع پر مومنین کا شیوہ

ایسے نازک مواقع پر مومنین اور مومنات کا شیوہ اور طرۂ امتیاز کیا ہونا چاہیے۔ اس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے بڑی واضح رہنمائی فرمائی ہے کہ حسن ظنی کی جائے۔ چنانچہ فرمایا:

لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا۝

(النور24: 13)

ایسا کیوں نہ ہوُا کہ جب تم نے اُسے سنا تو مومن مرد اور مومن عورتیں اپنوں کے متعلق حُسنِ ظن کرتے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے مومنین کو دوسرا طرزِ عمل یہ سکھلایا:

وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ۝ (النور24: 17)

اور ایسا کیوں نہ ہوُا کہ جب تم نے اسے سُنا تو تم کہہ دیتے ہمیں کوئی حق نہیں کہ ہم اس معاملے میں زبان کھولیں پاک ہے تُو (اے اللہ!) یہ تو ایک بہت بڑا بہتان ہے۔

سورۃ النور کی آیات بے شک خاص واقعہ کے بارہ میں ہیں لیکن اس میں موجود احکامات تا قیامت کے لیے بیان فرمودہ ہیں۔ اس آیت میں مسلمانوں کو یہ باور کروایا گیا ہے کہ جب کبھی بھی ایسا واقعہ درپیش ہو تو ان کا ردعمل یہ ہونا چاہیے کہ صاف کہہ دیں کہ ایسی کسی بات کو بلا کسی دلیل کے زبان سے نکالنا بھی ہمارے لیے جائز نہیں ہے اور یہ تو بہتانِ عظیم ہے۔ اس کی ایک حکمت یہ ہے کہ اسلام حسن ظنی کی تعلیم دیتا ہے اور بلا دلیل حسن ظنی کے نتیجہ میں دوہرا ثواب ملتا ہے۔

بہتان اور الزام و تہمت لغویات میں شامل ہیں

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”رہائی یافتہ مومن وہ لوگ ہیں جو لغو کاموں اور لغو باتوں اور لغو حرکتوں اور لغو مجلسوں اور لغو صحبتوں سے اور لغو تعلقات سے اور لغو جوشوں سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام، جلد سوم، سورۃ النحل تا سورۃ یٰس، صفحہ 359)

یہ تمام لغویات جن کی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نشان دہی فرمائی ہے یہ کیا ہیں؟ جیسا کہ ایک حدیث میں آیا کسی پر الزام تراشی کرنا، بغیر ثبوت کے کسی کو بلاوجہ بدنام کرنا، اس کے افسران تک اس کی غلط رپورٹ کرنا، عدالتوں میں بلاوجہ اپنی ذاتی انا کی وجہ سے کسی کو کھینچنا، گھریلو جھگڑوں میں میاں بیوی کے ایک دوسرے پر گندے اور غلیظ الزامات لگانا پھر سینما وغیرہ میں گندی فلمیں (گھروں میں بھی بعض لوگ لے آتے ہیں) دیکھنا، تو یہ تمام لغویات ہیں . . .

آجکل بعض ویب سائٹس ہیں جہاں جماعت کے خلاف یا جماعت کے کسی فرد کے خلاف گندے غلیظ پراپیگنڈے یا الزام لگانے کا سلسلہ شروع ہے۔ تو لگانے والے تو خیر اپنی دانست میں یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں، اپنی عقل کے مطابق کہ یہ مُغلظات بک کے وہ جماعت کو کوئی نقصان پہنچا رہے ہیں حالانکہ اُن کی اِن لغویات پر کسی کی بھی

کوئی نظر نہیں ہوتی۔ جماعت کا شاید اعشاریہ ایک فیصد بھی طبقہ اس کو نہ دیکھتا ہو، اس کو شاید پتہ بھی نہ ہو۔ تو بہر حال یہ تمام لغویات ہیں اس لیے وہ جو ان گندے غلیظ الزاموں کے جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں، بعض نوجوانوں میں یہ جوش پیدا ہو جاتا ہے تو اس جوش کی وجہ سے وہ جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں ان کو بھی اس سے بچنا چاہیے۔" (خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مورخہ 20/اگست 2004ء)

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"ہر ایک زانی، فاسق، شرابی، خونی، چور، قمار باز، خائن، مرتشی، غاصب، ظالم، دروغ گو (یعنی جھوٹ بولنے والا) جعلساز اور ان کا ہم نشیں (ان میں بیٹھنے والا بھی) اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعال شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے"۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 19)

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حضرت مسیح موعودؑ کا مندرجہ بالا حوالہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام بڑے بڑے گناہ کرنے والوں، لوگوں کے حق مارنے والوں، لوگوں پہ ظلم کرنے والوں، جھوٹ بولنے والوں، دھوکہ دینے والوں، لوگوں پر الزام تراشیاں کرنے والوں، بری مجلس میں بیٹھنے والوں کو ایک ہی زمرے میں شمار کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کا پھر مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پس ہر ایک کو اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ ایمان کے دعوے کے بعد ہم میں کہیں کوئی برائی تو نہیں۔ یا ہم ایسی برائیاں کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنے والوں میں سے تو نہیں۔ ہماری مجالس پاکیزہ ہیں، ہمارے اعمال ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے والے ہیں، ہم اس کے حکموں پر عمل کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق دے۔ آمین"

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مورخہ 20/اگست 2004ء)

پس موجودہ حالات میں ہمیں خاص طور پر قال اللہ و قال الرسول اور ارشادات حضرت مسیح موعودؑ و خلفائے احمدیت اور ہمارے پیارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قیمتی راہنمائی پر سمعنا و اطعنا کہہ کر عمل پیرا ہونا چاہیے اور فضول باتوں سے احتراز برتتے ہوئے مومنین کا شیوہ اپناتے ہوئے دعاؤں کے ساتھ اعلیٰ نمونہ دکھانا چاہیے تا کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حصارِ امن میں متحد رکھتے ہوئے جماعت احمدیہ کے لیے بہتری اور ترقیات کے سامان پیدا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

حضرت سیّدِ وُلدِ آدم ، صلّی اللہ علیہ وسلّم — سب نبیوں میں افضل و اکرم ، صلّی اللہ علیہ وسلّم
نام محمدؐ ، کام مکرم ، صلّی اللہ علیہ وسلّم — ہادیٔ کامل ، رہبر اعظم ، صلّی اللہ علیہ وسلّم
آپؐ کے جلوۂ حسن کے آگے، شرم سے نوروں والے بھاگے — مہر و ماہ نے توڑ دیا دم ، صلّی اللہ علیہ وسلّم
اِک جلوے میں آناً فاناً بھر دیا عالم ، کر دیئے روشن — اُتر دکھن پورب پچھم ، صلّی اللہ علیہ وسلّم

اول و آخر ، شارع و خاتم
صلّی اللہ علیہ وسلّم

(کلام طاہر)

خلافت کی برکتوں سے غم شکر گزاری میں بدل گیا

محمد احمد خواجہ، نارتھ جرسی

جولائی 28، 2025ء کو میری دنیا اس وقت رک سی گئی جب میرے پیارے والد، **خواجہ مختار احمد بٹ صاحب** اپنی ابدی زندگی کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ دل شکستہ ہو کر میں نے فوراً اپنے پیارے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعاؤں کی درخواست کے لیے خط لکھا۔

جماعت احمدیہ کی ایک عظیم خوبی یہ ہے کہ اگرچہ ہم اپنے والدین کو کھو دیتے ہیں، مگر کبھی یتیم نہیں ہوتے، کیونکہ ہمارا پیارا خلیفہ ہمیشہ ہمارے لیے موجود ہوتا ہے، ہماری سنتا ہے، ہم سے محبت کرتا ہے اور لگاتار ہمارے لیے دعائیں کرتا ہے۔

یقیناً ہمارا ایمان ہے کہ 'ہم اللہ ہی کے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں' لیکن جدائی کا خلا ہر دن کے ساتھ بڑھتا چلا گیا۔

تاہم، 22 / اگست کو اللہ تعالیٰ نے میرے غم کو خوشی میں بدل دیا، جب ہمارے پیارے حضورِ انور نے اپنے خطابِ جمعہ میں نہایت شفقت سے میرے والد کا ذکر قریباً پانچ منٹ تک فرمایا اور بعد ازاں ان کی نمازِ جنازہ غائب بھی پڑھائی۔ اسی لمحے میرا دکھ شکر گزاری اور خوشی میں ڈھل گیا۔ میرے والد کا نام صرف یاد ہی نہیں کیا گیا بلکہ خلافتِ احمدیہ کی مقدس تاریخ میں ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو گیا اور وہ بھی خود خلیفۃ المسیح کے الفاظ کے ذریعے۔

یہی خلافت کی طاقت ہے جو ایسے زخموں کو بھر دیتی ہے جو کوئی اور مرہم نہیں بھر سکتا، جو دلوں کو جوڑتی ہے اور ہمیں خدائی محبت کے سائے تلے متحد رکھتی ہے۔

لہٰذا میں سب سے عاجزانہ گزارش کرتا ہوں کہ خلافت کے ساتھ اپنا تعلق بڑھائیں اور گہرا کریں۔ اسے سنبھال کر رکھیں، اس کی حفاظت کریں اور اس پر بھروسہ کریں۔ خلافت محض ایک روحانی نعمت نہیں بلکہ دنیا و آخرت میں ہماری کامیابی، خوشی اور عزت کے لیے سب سے بڑی طاقت ہے۔ یہی وہ چیز ہے جو ہمیں دیگر تمام فرقوں سے ممتاز کرتی ہے۔ ہم بکھری ہوئی بھیڑیں نہیں بلکہ ایک جُھنڈ ہیں، جو خدائی طور پر مقرر کردہ چرواہے کے زیرِ سایہ ہیں۔

میں خاص طور پر نوجوانوں کو مخاطب کرتا ہوں جو دنیاوی دوڑ دھوپ اور کامیابیوں کی جستجو میں ہیں کہ ذرا توقف کریں اور سوچیں۔ آپ اپنے کیریئر، تعلیم اور خواہشات میں جتنا بھی آگے بڑھ جائیں، یہ یاد رکھیں کہ حقیقی خوشی، پائیدار سکون اور دائمی عزت صرف اور صرف ہمارے خلیفہ کی دعاؤں میں ہے۔

دنیا آپ کو تالیاں بجا کر سراہ سکتی ہے، لیکن یہ خلیفۃ المسیح کی خاموش دعائیں ہیں جو آپ کو آزمائشوں سے نکالیں گی، کامیابیوں کے دروازے کھولیں گی اور آپ کی نسلوں کے لیے برکتوں کو یقینی بنائیں گی۔ خلافت سے جُڑ جانا دراصل اللہ کی اُس زندہ رسی کو تھامنا ہے جو کبھی نہیں ٹوٹتی۔ دنیا تالیاں دیتی ہے، مگر خلافت دعائیں دیتی ہے، اور دعائیں ہمیشہ باقی رہتی ہیں۔

خاکسار اپنے اور اپنے اہلِ خانہ کے لیے دعاؤں کا عاجزانہ طلبگار ہے۔

جلسہ ہائے سالانہ کی چند خوشگوار اور جذباتی یادیں

(انجینئر محمود مجیب اصغر، سویڈن)

ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا زمانہ تو نہیں دیکھا اور نہ تقاریر سنی ہیں۔ مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے خطابات کے علاوہ حضرت مولوی نور الدین بھیرویؓ اور حضرت مولوی عبد الکریم سیالکوٹیؓ کی تقاریر بہت پسند کی جاتی تھیں۔ چنانچہ حضرت مولوی عبد الکریم سیالکوٹیؓ کی وفات کے بعد حضرت مسیح موعودؑ نے آپؓ کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے فرمایا:

26نومبر 1905ء قبل دوپہر

"مولوی صاحب ہر تقریب اور ہر جلسہ پر یاد آجاتے ہیں۔ ان کے سبب لوگوں کو فائدہ ہوتا تھا۔ وہ بڑی زبردست تقریر کرنے والے تھے۔ میں نے مقابلہ کر کے خوب دیکھا ہے۔ ان کے اندر محبت اور اخلاص کوٹ کوٹ کر بھرا ہؤا تھا۔"

(ملفوظات، جلد ہشتم، صفحہ 107، آن لائن ایڈیشن 2022ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

بہت بچپن میں جلسہ سالانہ ربوہ پر 1953ء میں حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا یہ خطاب گویا آج بھی کانوں میں گونج رہا ہے:

"اب خدا کی نوبت جوش میں آئی ہے اور تم کو، ہاں تم کو، ہاں تم کو خدا تعالیٰ نے پھر اس نوبت خانہ کی ضرب سپرد کی ہے۔ اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو!! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو!!!

ایک دفعہ پھر اس نوبت کو اس زور سے بجاؤ کہ دنیا کے کان پھٹ جائیں۔ ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو کہ عرش کے پائے لرز جائیں اور فرشتے بھی کانپ اٹھیں تا کہ تمہاری دردناک آوازیں اور تمہارے نعرہ ہائے تکبیر اور نعرہ ہائے شہادت توحید کی وجہ سے خدا تعالیٰ زمین پر آجائے اور پھر خدا تعالیٰ کی بادشاہت زمین پر قائم ہو جائے۔۔۔

محمدؐ رسول اللہ کا تخت آج مسیح نے چھینا ہؤا ہے۔ تم نے مسیح سے چھین کر پھر وہ تخت محمدؐ رسول اللہ کو دینا ہے اور محمد رسول اللہ نے وہ تخت خدا کے آگے پیش کرنا ہے اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت دنیا میں قائم ہونی ہے۔ پس میری سنو اور میری بات کے پیچھے چلو کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ خدا کہہ رہا ہے۔۔۔ میں خدا کی آواز تم کو پہنچا رہا ہوں۔"

(تاریخ احمدیت، جلد 16، صفحات 146-147)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ

اب آتے ہیں خلافت ثالثہ کے دور کی طرف۔ جب ربوہ کی ایڈمنسٹریشن نے دیواروں سے حضرت مسیح موعود کا الہام۔۔۔

"میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا" مٹا دیا تھا۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنے خطاب میں تمام غیر ملکیوں کو حکم دیا all you foreigners stand up! اور فرمایا۔۔

" یہ لوگ امریکہ سے آنے والے ہیں جو کہ مغرب کی طرف غالباً نو دس ہزار میل کے فاصلے پر ہے اور یہ مشرق کی طرف سے انڈونیشیا سے آنے والے ہیں۔ آسٹریلیا میں بھی آواز پہنچی اور وہاں احمدی ہوئے اور افریقہ کا براعظم جس کو دنیا نے اندھیرا اور ظلماتی براعظم کہا تھا اس افریقہ کے براعظم کے دل میں خدا تعالیٰ نے نور پیدا کر دیا اور یورپ جو بے راہ روی کا مرکز بن چکا تھا اس میں سے یہ پیارے وجود پیدا ہو رہے ہیں۔

کتابوں میں سے یہ الہام مٹایا جا سکتا ہے کہ 'میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا' کیونکہ وہ سیاہی سے لکھا ہؤا ہے اور دیواروں پر سے بھی مٹایا جا سکتا ہے لیکن اس کرۂ ارض کے چہرہ سے یہ نہیں مٹایا جا سکتا کیونکہ اس کے اوپر اسے ان انسانوں نے تحریر کیا ہے"۔۔۔ (خطباتِ ناصر، جلد دوم، صفحہ 95)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی برطانیہ ہجرت کے بعد ایک نئے دور کا آغاز ہؤا۔ 1985ء میں ٹلفورڈ (اسلام آباد) میں پہلا عالمی جلسہ سالانہ شروع ہؤا تھا اور قرطاس ابیض کے دندان شکن جوابات پر حضور کے خطابات آج بھی یاد آرہے ہیں۔ حضور کی خواہش پر Simultaneous Interpretation Technical Team بھی اس جلسہ میں شامل ہوئی تھی۔ خدا کے فضل سے یہ عاجز بھی اس ٹیم میں شامل تھا، الحمدللہ۔ حضورؒ کے خطابات زھق الباطل کے نام سے شائع ہوئے تھے۔ خلافت رابعہ کے دوران ہی جلسہ پر عالمی بیعت شروع ہوئی تھی جو آگے بھی جاری

ہے۔

2002ء کا جلسہ یاد ہے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اختتامی خطاب کرسی پر بیٹھ کر دیا تھا۔ اس کے معاً بعد جمعہ پر مسجد بیت الفضل لندن میں چھوٹا ڈائس اور کرسی رکھوا دی گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جب خطبہ جمعہ کے لیے تشریف لائے تو آپ نے کرسی اٹھوا دی اور بیماری کے باوجود کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ اگلے سال 2003ء میں وہ گھڑی آگئی جب 19؍ اپریل کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا وصال ہو گیا۔ اور

22؍ اپریل 2003ء کو خلافت خامسہ کا مبارک دور شروع ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

2003ء سے 2019ء تک اس عاجز کو مع اہلیہ پاکستان سے یوکے جانے کی توفیق ملی۔ ہم نے 2009ء میں دوبار حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے فیملی ملاقات بھی کی۔ ہر سال آئی اے اے ای (IAAAE: The International Association of Ahmadi Architects & Engineers) کی حضور سے ملاقات کے دوران گروپ فوٹو بھی بنواتے۔ یہ سب خوشگوار اور جذباتی یادیں دل میں محفوظ ہیں۔

متفرق یادیں

قادیان کے چند جلسوں پر جانے کا بھی موقع ملا۔ 2005ء میں بھی گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات بھی ہوئی۔ ویسٹرن کینیڈا، جرمنی، سویڈن، عرب متحدہ امارات کے چند جلسہ ہائے سالانہ میں شمولیت کی۔ عرب متحدہ امارات کے ایک جلسہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا پیغام بھی امیر صاحب مکرم بشیر احمد مرزا صاحب مرحوم نے پڑھ کر سنایا تھا۔ اس پیغام کی کاپی لے کر اس عاجز نے طاہر فاؤنڈیشن کو جمع کروا دی تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیحؒ کی برطانیہ ہجرت کے بعد پاکستان میں ضلعی سطح پر جلسے ہوتے رہے۔ بعض اوقات حضور خطبہ کے دوران اعلان بھی فرما دیتے تھے۔ ایک دفعہ مظفر گڑھ کا بھی اعلان فرمایا تھا۔ اب تو ملک ملک جلسہ ہائے سالانہ پر خلیفۂ وقت کے پیغام پڑھ کر سنائے جاتے ہیں۔ ایک طرف مخالفت زوروں پر ہے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت زوروں پر ہے۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا تھا کہ پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام و احمدیت کی صدی ہے۔ پندرھویں صدی ہجری ان شاء اللہ غلبۂ اسلام و احمدیت کی صدی ہو گی اور دنیا بھر میں جلسہ ہائے سالانہ پوری شان کے ساتھ منعقد ہوتے رہیں گے۔

اظہارِ نعمت

وَأَمَّا مَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ فَفَرِّقْ بَيْنَ تَزْكِيَةِ النَّفْسِ وَاِظْهَارِ النِّعْمَةِ ، وَاِنْ كَانَا مُشَابِهَيْنِ فِي الصُّوْرَةِ۔ فَإِنَّكَ إِذَا عَزَوْتَ الْكَمَالَ إِلَى نَفْسِكَ وَرَأَيْتَكَ كَأَنَّكَ شَيْءٌ وَنَسِيْتَ الْخَالِقَ الَّذِيْ مَنَّ عَلَيْكَ فَهٰذَا تَزْكِيَةُ النَّفْسِ، وَلٰكِنَّكَ إِذَا عَزَوْتَ كَمَالَكَ إِلٰى رَبِّكَ، وَرَأَيْتَ كُلَّ نِعْمَةٍ مِنْهُ، وَمَا رَأَيْتَ نَفْسَكَ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْكَمَالِ بَلْ رَأَيْتَ فِي كُلِّ طَرَفٍ حَوْلَ اللّٰهِ وَقُوَّتَهٗ وَمَنَّهٗ وَفَضْلَهٗ، وَوَجَدْتَ نَفْسَكَ كَمَيِّتٍ فِي يَدِ الْغَسَّالِ، وَمَا أَضَفْتَ إِلَيْهَا شَيْئًا مِنَ الْكَمَالِ، فَهٰذَا هُوَ إِظْهَارُ النِّعْمَةِ۔

(حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن، جلد 7، صفحات 321-322)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جو یہ فرمایا ہے فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ تو اس آیت کا صحیح مطلب جاننے کے لیے تمہیں تزکیہ نفس اور اظہارِ نعمت کے درمیان واضح فرق معلوم ہونا چاہیے۔ اگرچہ یہ دونوں صورت کے لحاظ سے مشابہ ہیں۔ پس جب کمال کو اپنے نفس کی طرف منسوب کرو اور تم سمجھو کہ گویا تم بھی کوئی حیثیت رکھتے ہو اور تم اپنے اس خالق کو بھول جاؤ جس نے تم پر احسان کیا تو تمہارا یہ فعل تزکیہ نفس قرار پائے گا لیکن اگر تم اپنے کمال کو اپنے ربّ کی طرف منسوب کرو اور تم یہ سمجھو کہ ہر نعمت اللہ کی عطا کردہ ہے اور اپنے کمال کو دیکھتے وقت تم اپنے نفس کو نہ دیکھو بلکہ تم ہر طرف اللہ تعالیٰ کی قوت، اس کی طاقت، اس کا احسان اور اس کا فضل دیکھو اور اپنے آپ کو غسال کے ہاتھ میں محض ایک مردہ کی طرح پاؤ اور اپنے نفس کی طرف کوئی کمال منسوب نہ کرو تو یہ اظہارِ نعمت ہے۔

(ترجمہ از مرتب، بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ، جلد ہفتم، سورۃ النجم، صفحہ 305)

خدمتِ خلق اور ضیافت ٹیم کو خراجِ تحسین

چودھری نصیر احمد

احمدیہ مسلم جماعت کی تربیت کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ خدمت خدا کی ایک عظیم نعمت ہے، جس کے عوض ہم کسی دنیوی صلے یا انعام کے خواہاں نہیں ہوتے۔ یہی وہ تعلیم ہے جو ہمارے وجود کی جڑوں میں اتر چکی ہے اور نسل در نسل ہمارے خاندانی پس منظر کا حصہ بنی ہوئی ہے۔

میرے پڑدادا، حافظ مولوی فضل دینؓ، حضرت مسیح موعودؑ کے جلیل القدر صحابی تھے۔ ان کا روحانی فیضان کھاریاں اور اس کے اطراف کے دیہات میں یوں پھیلا کہ ہر دل میں روشنی کی ایک کرن جاگزیں ہوگئی۔ میرے والدین اور بزرگ انہی علاقوں میں پیدا ہوئے۔ جب بھی میرے دادا، مولوی عبد الرحمٰنؓ، لاہور تشریف لاتے تو وہ حافظ جیؓ کے تذکرے سے محفل کو روشن کرتے۔ وہ میرے کمرے میں قیام فرماتے اور میں ان کے ساتھ بے حد مانوس ہو گیا۔ انہی کی گفتگو کے دریچوں سے مجھے احمدیت کی تاریخ کے بے شمار واقعات اور داستانیں سننے کا شرف حاصل ہوُا۔

بچپن میں ہر شام والدِ محترم مجھ سے ایک ہی سوال کرتے ”آج تم نے خدمتِ انسانیت کے لیے کیا کیا؟“ یہ سوال کبھی تعلیمی کارکردگی کامیابیوں پر مبنی نہ ہوتا۔ ان کے نزدیک دن کی اصل قدر اس بات پر تھی کہ آیا کسی ایک انسان کی زندگی، خواہ ذرا سا ہی سہی، آج بہتر ہوئی یا نہیں۔ آج جب میں ماضی کے صفحات پلٹتا ہوں تو اس سوال کا گہرا مفہوم اور اس کے اندر چھپی معنویت پوری طرح مجھ پر عیاں ہوتی ہے۔

خدمت، اپنی مختلف صورتوں میں، ہماری خاندانی روایت کی مانند ہے۔ میرے سسر، ڈاکٹر ضیاء الدین، ایک ماہر طبیب اور دل کے حقیقی خادم تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ افریقہ کے ملک نائجیریا میں مریضوں کی خدمت کرتے ہوئے گزارا۔ اس سے قبل وہ ربوہ کے فضل عمر ہسپتال میں اپنی خدمات پیش کر چکے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے نہ آرام و عشرت کی زندگی گزاری، نہ ہی دنیاوی آسائشوں میں دم توڑا بلکہ اپنے قائم کردہ ’کانو کلینک‘ کے سادہ کمروں میں وفات پائی۔ وہ عمارت آج بھی ان کی بے لوث خدمت کی گواہ ہے۔ ان کے صاحبزادے ڈاکٹر انوار الدین نے بھی نائیجیریا میں احمدیہ کلینک میں خدمت کی۔ بعد ازاں وہ امریکہ کے شہر کولمبس (اوہائیو) میں ماہر امراضِ قلب کے طور پر مشہور ہوئے۔ انہوں نے اپنی ذاتی پریکٹس کو ایک طرف رکھ کر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کے ابتدائی دنوں میں مریضوں کا علاج کیا۔ ان کے بھائی جمال الدین ضیاء نے گوئٹے مالا میں خدمت کے فرائض انجام دیے۔ یوں یہ دونوں بھائی دنیا کے دور دراز خطّوں میں خدمتِ خلق کی روشن مثال بنے۔

حقیقی خدمت ہمیشہ بڑی یا غیر معمولی کارگزاریوں سے مشروط نہیں ہوتی۔ اس کی اصل روح ان چھوٹے چھوٹے اور بظاہر معمولی اعمال میں بھی جھلکتی ہے جو انسان کو خدا کے قریب کر دیتے ہیں۔ رضاکارانہ خدمت، خواہ کتنی ہی عام نظر آئے، دراصل شکر گزاری کا وہ بلند ترین اظہار ہے جس کے ذریعے ہم اپنی جماعت اور معاشرے سے اپنے تعلق کو زندہ رکھتے ہیں۔ یہ ایک فرض نہیں بلکہ ایک عہد ہے — اپنی ذات سے بڑی حقیقت کے ساتھ ایک خاموش رشتہ۔

جلسہ سالانہ جیسے روحانی اجتماعات خدمت کے جذبے کو پروان چڑھانے کا بہترین موقع ہیں۔ اگرچہ یہ کام باہر سے بھی کروائے جاسکتے ہیں مگر قائدین اکثر یہ ذمہ داریاں اپنے ہی کارکنان کے سپرد کرتے ہیں تاکہ اجتماع محض ایک تقریب نہ رہے بلکہ اجتماعی خدمت کا حسین پیکر بن جائے۔

دو سال قبل جلسہ سالانہ ہیرس برگ (پنسلوینیا) میں میں نے اس حقیقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کھانے کی قطار میں کھڑا تھا کہ نگاہ پڑی ایک معروف معالج ڈاکٹر ندیم خان پر، جو خوش دلی سے کھانا تقسیم کر رہے تھے۔ مزید آگے بڑھا تو کئی اور مانوس چہرے نظر آئے جو عاجزی و محبت سے پلیٹیں پیش کر رہے تھے۔ کھانے نے جسم کو توانائی بخشی، لیکن اصل تاثر خدمت کے اس انداز نے دل پر چھوڑا۔

اسی جذبے کے تحت میں نے اس سال فیصلہ کیا کہ خود بھی خدمت کے شرف میں شامل ہوں۔ چنانچہ 5 جولائی 2025ء کو، گریٹر رچمنڈ کنونشن سینٹر میں منعقدہ 75ویں جلسہ سالانہ امریکہ پر میں ضیافت کے شعبے میں ڈیوٹی کے لیے حاضر ہوُا۔ یہ وہی رچمنڈ ہے جو کبھی غلامی اور خانہ جنگی کی علامت تھا مگر اس روز وہ خدمت اور اتحاد کا استعارہ بنا ہوُا تھا۔

یہ اجتماع مجھے رچمنڈ کی تاریخ بھی یاد دلا گیا۔ میرا پہلا سفر 1976ء میں ہوُا جب میں نے اپنے لبنانی نژاد افسر کے ساتھ یہاں کھانے پر شرکت کی۔ اس وقت بھی شہر

ماضی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ 1984ء میں دوبارہ گزرا تو شہر پر فلپ مورس (Philip Morris) کمپنی کا غلبہ نمایاں تھا—وہی تمبا کو کمپنی جس کے مضر اثرات پر حضرت مسیح موعودؑ نے برسوں قبل روشنی ڈالی تھی۔ آج رچمنڈ بدل گیا ہے مگر نئے مسائل سامنے ہیں—صحت، معیشت، تعلیم اور انسانی حقوق کے سوالات۔

جلسہ سالانہ ایک روحانی اجتماع ہے اور اسی روح نے ہمیں قومی سانحات میں بھی رہنمائی بخشی۔ 11 ستمبر 2001ء کے سانحے کے بعد امیر جماعت امریکہ حضرت مرزا مظفر احمدؓ نے ہمیں خدمت کے لیے متحرک کیا۔ میری تجویز پر گورنر ورجینیا کو براہِ راست امداد دی گئی۔ بعد ازاں یہ امداد گورنر جم گل مور (Jim Gilmore) کو پیش کی گئی۔ یہ ایک چھوٹا قدم تھا مگر خدمتِ خلق کی ایک روشن مثال۔

جلسہ کے موقع پر ہمارے نگران مکرم آصف محمود صاحب نے پکار کر کہا: "کچھ لوگ بے صبر ہو سکتے ہیں۔ کچھ سخت الفاظ بھی کہہ سکتے ہیں۔ جواب مت دینا۔ آج تمہارا کام صرف خدمت ہے۔"

مجھے ٹیبل نمبر 8 پر تعینات کیا گیا۔ میرا فریضہ چاول تقسیم کرنا تھا جبکہ دوسرے ساتھی گوشت، آلو اور پاستا پیش کرتے تھے۔ اسٹیشن انچارج مکرم ہارون شکور صاحب نے آخری نصیحت کی: "ایک وقت میں ایک ہی حصہ دینا ہے، دوسرا صرف اصرار پر۔ مقصد روکنا نہیں بلکہ روانی قائم رکھنا ہے۔"

لمبی قطار کو دیکھ کر لمحہ بھر کو وسوسہ ہوا مگر آصف صاحب کے الفاظ دل میں گونجتے رہے۔ کوئی بے صبری نہ ہوئی۔ بعض نے دوبارہ یا تیسری بار بھی مانگا مگر ہدایت پر عمل کرتے ہوئے روانی قائم رہی۔ یہ عمل نہ صرف آسان بلکہ غیر معمولی سکون بخش ثابت ہوا۔

انہی لمحات میں مجھے احساس ہوا کہ والدِ محترم کے سوال کا جواب آخر کار مجھے مل گیا ہے۔ ہر پلیٹ کے ساتھ آنکھوں میں شکر گزاری کی روشنی دیکھ کر یہ راز کھلا کہ خدمتِ خلق محض دینے کا نام نہیں بلکہ اس کے عوض ایک عظیم تر دولت حاصل ہوتی ہے۔ انہی بظاہر معمولی اعمال میں انسانیت کے سب سے بڑے رشتے جھلکتے ہیں۔

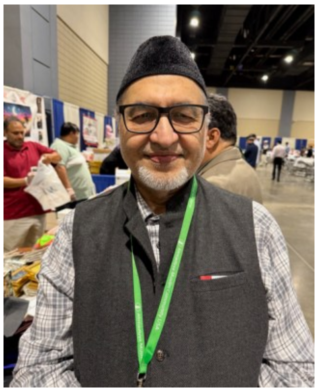

مکرمہ عزیزہ خورشید صاحبہ

سعدیہ راشد خان، فلاڈلفیا، امریکہ

مکرمہ عزیزہ خورشید میری نانی جان جن کو ہم سب بہن بھائی پیار سے 'امی جی' کہتے تھے۔ 1925ء میں قادیان، انڈیا کی پاکیزہ فضا میں پیدا ہوئیں۔ آپ کا خاندانی ماحول دینی، علمی اور روحانی اقدار سے بھرپور تھا۔ آپ کے والد ماسٹر محمد حسن تاج صاحب انگریزی کے ایک ماہر استاد تھے، اور پردہ کی رعایت کے ساتھ خواتین خاندان حضرت مسیح موعودؑ کو انگریزی پڑھاتے تھے۔ آپ کی والدہ مکرمہ بشریٰ بیگم، سردار عبدلرحمان مہر سنگھ کی صاحبزادی —لجنہ اماء اللہ کی ابتدائی چودہ ممبرات میں شامل تھیں۔

امی جی کی پرورش قادیان جیسے روحانی مرکز میں ہوئی، جہاں احمدیت کی خوشبو فضاؤں میں بسی ہوئی تھی۔ بچپن ہی سے جماعتی ماحول نے ان کی شخصیت پر گہرا اثر ڈالا۔ جب آپ سکول جانے کی عمر کو پہنچیں، تو عائشہ دینیات کلاس میں باقاعدگی سے جانا شروع کیا جہاں قرآنی تعلیم، دینی اخلاق، اور جماعتی نظم وضبط کی اعلیٰ تربیت دی جاتی تھی۔ یہ تعلیم ان کی زندگی کا نہ صرف حصہ بن گئی بلکہ ان کی آئندہ نسلوں کی تربیت میں بھی جھلکتی رہی۔

تاہم زندگی نے ایک غیر متوقع موڑ لیا۔ آپ کی والدہ بشریٰ بیگم صاحبہ فالج کی بیماری میں مبتلا ہو گئیں اور بستر تک محدود ہو گئیں۔ ایسے وقت میں جب اکثر بچے اپنی دنیا میں مصروف ہوتے ہیں، امی جی نے اپنی تعلیم مؤخر کر کے اپنی والدہ کی خدمت کو مقدم جانا۔ چونکہ آپ اپنے والدین کی اکلوتی بیٹی تھیں، اس لیے گھر کی تمام تر ذمہ داریاں آپ کے کندھوں پر آ گئیں اور آپ نے انہیں محبت، صبر اور وقار کے ساتھ نبھایا۔

کچھ عرصہ بعد جب والدہ محترمہ کی طبیعت مستحکم ہوئی تو امی جی کے والد، مکرم ماسٹر تاج صاحب، جو خود تعلیم کے شعبہ سے وابستہ تھے، نے محسوس کیا کہ ان کی اکلوتی بیٹی کا تعلیمی سلسلہ جاری رہنا چاہیے۔ ان کے اندر یہ فکر جاگ اٹھی کہ بیٹی کو علم سے محروم رکھنا اُس کے حق میں اور معاشرے کے حق میں بھی انصاف نہیں ہوگا۔

انہوں نے نہایت نرمی اور محبت سے امی جی سے بات کی اور پھر اپنی انتھک کوششوں سے انہیں دوبارہ اسکول میں داخل کروایا۔ چونکہ والدہ کی دیکھ بھال ابھی بھی ضروری تھی، تو ماسٹر صاحب نے اساتذہ سے اجازت لی کہ امی جی کو دن میں دو یا تین بار اسکول سے گھر جانے کی اجازت ہو تاکہ وہ اپنی والدہ کو کھانا دے سکیں اور ان کی تیمارداری کر سکیں۔

یہ اجازت عام طلبہ کو ہرگز حاصل نہ تھی، لیکن امی جی کو یہ خاص رعایت اس وجہ سے ملی کہ ان کی نیت خالص، حالات غیر معمولی، اور رویہ بے مثال تھا۔ امی جی خود فخر سے بتایا کرتی تھیں کہ:

"مجھے اس دروازے سے آنے جانے کی اجازت تھی جہاں سے صرف اساتذہ آیا جایا کرتے تھے۔"

شادی، ہجرت، اور نئے ماحول کی آزمائش

والدہ محترمہ کی وفات کے بعد، امی جی کی زندگی نے ایک نیا رخ اختیار کیا۔ آپ کے والد صاحب نے اپنے دوست کے صاحبزادے محترم محمود احمد خان لودھی سے آپ کا نکاح کر دیا۔ اس وقت امی جی کی عمر قریباً 18 یا 19 سال تھی۔ شادی کے بعد آپ نے قادیان سے ہجرت کر کے پاکستان کے ایک گاؤں میں زندگی کا نیا سفر شروع کیا۔ لیکن یہ گاؤں قادیان کی روحانی اور علمی فضا سے یکسر مختلف تھا۔

امی جی خود فرمایا کرتی تھیں:

"قادیان کی پروردہ ہونے کے ناتے مجھے اس ماحول کے فرق کا شدت سے احساس ہوتا تھا۔"

گاؤں کا ماحول زیادہ تر غیر احمدی رشتہ داروں پر مشتمل تھا اور تعلیم کا فقدان نمایاں تھا۔ ایسی فضا میں امی جی جیسی تعلیم یافتہ، نیک سیرت اور دینی اقدار کی علمبردار خاتون کے لیے یہ ماحول ایک زبردست آزمائش تھا تاہم انہوں نے ہمت نہیں ہاری۔ ان کا مزاج بے حد دوستانہ اور شفقت آمیز تھا۔ انہوں نے کوشش کی کہ اہل گاؤں سے خلوص سے گھلیں ملیں، تعلیم و تربیت کی روشنی پھیلائیں نیز حسن اخلاق اور نرم گفتاری سے لوگوں کے دل جیتیں۔ لیکن امی جی یہ بھی بتایا کرتی تھیں کہ "تعلیم اور تربیت کا فرق اتنا تھا کہ دل سے چاہنے کے باوجود وہ کام کرنا بہت مشکل لگتا تھا جو قادیان میں فطری معلوم ہوتا تھا۔"

شادی کے بعد امی جی کو ایک اور بڑی آزمائش کا سامنا کرنا پڑا۔ پاکستان کے ایک دیہی گاؤں میں، جہاں جہالت اور رسم ورواج کی جڑیں گہری تھیں، آٹھ سال

تک اولاد نہ ہونا، ایک خاتون کا ماں نہ بننا معاشرتی دباؤ، طعنوں اور روحانی اذیتوں کا سبب بن جاتا تھا۔ امی جی خود فرمایا کرتی تھیں:

"گاؤں کی غیر از جماعت عورتیں، بعض اوقات عزیز رشتہ دار بھی روز میرے پاس آکر کہتیں: فلاں مزار پر چلیں، فلاں پیر کے پاس چلیں، فلاں تعویذ استعمال کریں، بیٹا ہوگا۔"

مگر امی جی کا جواب ہمیشہ سادہ، پُراعتماد اور توحید پر مبنی ہوتا:

"میرا معاملہ تو صرف خدا کے ساتھ ہے، اور دعا کے ذریعے ہی ہے۔ اللہ نے چاہا تو میری اولاد ضرور ہوگی۔"

یہ عورتیں نہ صرف اصرار کرتیں بلکہ بار بار سمجھاتیں، دلاسے دیتیں، اور دباؤ ڈالنے کی کوشش کرتیں یہاں تک کہ ایک دن امی جی کے سسر نے بھی تنگ آ کر کہہ دیا:

"میری بہو قادیان کی ہے، تم اس کو کبھی بھی مزار پر لے جانے میں کامیاب نہیں ہو سکتیں۔"

امی جی اس بات پر ہمیشہ قائم رہیں۔ نہ کبھی پیر کے پاس گئیں، نہ مزار پر، نہ تعویذ لیا۔ صرف اپنے سجدوں میں دعائیں کرتی رہیں۔ یہاں تک کہ حالات اس قدر بگڑ گئے کہ امی جی کے شوہر (نانا جان) کی دوسری شادی کی تیاریاں ہونے لگیں۔ خاندان والے رضامند ہونے لگے، باتیں چلنے لگیں۔ مگر امی جی کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سمندر بہنے کے باوجود، ان کے دل میں صرف دعا، صبر اور یقین تھا۔

امی جی کہا کرتی تھیں:

"ادھر دوسری شادی کی تیاریاں ہو رہی تھیں، ادھر میں سجدے میں پڑی اپنے ربّ سے اولاد مانگ رہی تھی۔"

اور پھر وہ لمحہ آیا جس کا صرف خدا کے بندے کو یقین ہوتا ہے:

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعائیں سن لیں اور ان کی کوکھ میں پہلی اولاد کی خوشخبری آ گئی۔ محترمہ عزیزہ خورشید صاحبہؒ کی پہلی اولاد میری والدہ مکرمہ امتہ النور راشدہ تھیں۔ امی جی اپنی بیٹی سے بے حد محبت کرتی تھیں اور اکثر بتایا کرتی تھیں کہ:

"جب تمہاری والدہ پیدا ہوئیں، تو مجھے اور تمہارے نانا کو بے پناہ خوشی ہوئی۔ وہ ہماری دعاؤں کا پہلا ثمر تھیں۔"

پانچ سال تک آپ کے ہاں دوسری اولاد نہیں ہوئی، جس کے بعد دوسری بیٹی (میری خالہ) پیدا ہوئیں۔ اور ان کی پیدائش گاؤں کے اس وقت کے کٹھن حالات میں ہوئی۔ امی جی بتایا کرتی تھیں:

"گاؤں میں نہ علاج کی سہولت۔ نہ دوائیاں میسر تھیں، نہ آرام۔ میری صحت بہت کمزور ہو گئی تھی۔"

امی جی اپنے بچوں کی بہتر تعلیم و تربیت کے لیے فکرمند تھیں۔ انہوں نے بارہا دعا کی کہ:

"اللہ تعالیٰ مجھے اس گاؤں کے مشکل ماحول سے نکال کر لے جائے تاکہ میرے بچے اچھے اور صاف ستھرے ماحول میں پروان چڑھ سکیں، جیسا کہ میں نے قادیان میں پایا تھا۔"

اللہ تعالیٰ نے ان کی سچی دعاؤں کو سن لیا۔ نانا جان کا ٹرانسفر لاہور ہو گیا، جہاں بچوں کی پرورش اور تعلیم کے لیے بہتر ماحول میسر آیا۔

بعد ازاں اللہ نے امی جی کو مزید دو بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا یعنی میرے دو ماموں اور ایک خالہ۔ اللہ نے آپ کو پانچ بچوں سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ امی جی اپنی ساری اولاد سے بے حد محبت کیا کرتی تھیں اور ہر ایک کی خیر خواہی اور تربیت کے لیے دل سے کوشاں رہیں۔

آپ کے دل میں قرآن کریم کے لیے غیر معمولی محبت تھی۔ نہ صرف آپ باقاعدگی سے تلاوت کیا کرتی تھیں بلکہ قرآن پر غور و فکر، تفاسیر کا مطالعہ اور اس کے مطالب کو سمجھ کر اپنانا آپ کی فطرت میں شامل تھا۔ آپ کے گھر کا ماحول تلاوت اور ذکرِ الٰہی سے معطر رہتا تھا۔

آپ وسیع اور گہرا دینی علم رکھتی تھیں جس کی عملی تصویر آپ کی روزمرہ زندگی میں بجا طور پر نظر آتی تھی۔ آپ کو نہ صرف جماعتی کتب سے شغف تھا بلکہ خلفائے کرام کی تقاریر، مکتوبات اور خطبات کا باقاعدہ مطالعہ کرتی تھیں۔ جب بھی کسی کو کوئی دینی سوال یا روحانی مسئلہ درپیش ہوتا، تو وہ اکثر امی جی سے رجوع کرتا اور آپ نہایت شفقت اور علم کے ساتھ راہنمائی کیا کرتی تھیں۔

آپ کی تحریر نہایت عمدہ اور پختہ تھی۔ صاف، واضح، اور مؤثر انداز میں لکھنے کی صلاحیت رکھتی تھیں۔ جب آپ کو کسی موقع پر جماعتی تقاریر، دعوتی خطوط، یا تعزیتی پیغامات لکھنے کا موقع ملتا تو آپ کی تحریر دل پر اثر کرتی۔

خلفائے احمدیت سے آپ کو والہانہ عقیدت تھی۔ آپ اکثر حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤں، ارشادات، اور ہدایات کا ذکر احترام اور جذبات سے کرتی تھیں۔ جماعتی تقریبات میں خلفاء کی محبت کا پیغام عام کرنا، ان کے خطبات کا ذکر کرنا اور دعاؤں میں ان کو یاد رکھنا آپ کی مستقل عادت تھی۔

آپ کے اندر خدمتِ دین کا جوش اور جذبہ مثالی تھا۔ الغرض آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ دین کی خدمت کے شوق میں ڈوبا ہوا تھا۔ جماعتی خدمات ان کے لیے صرف فرض نہیں بلکہ زندگی کا مقصد تھیں۔ ان کے دل کی دھڑکنیں اسی میں تھیں کہ وہ کسی نہ کسی رنگ میں جماعت احمدیہ کے کاموں میں مصروف رہیں۔

ایک موقع پر میں کراچی گئی تو امی جی کی صحت کچھ کمزور تھی۔ مگر ان کے جذبے میں کوئی کمی نہ تھی۔ وہ اکثر کہا کرتی تھیں:

"جب میری طبیعت ٹھیک ہو جائے گی، تو میرا دل چاہتا ہے کہ میں کراچی کے ہر گھر میں جاؤں اور ان خواتین کو تلقین کروں جو جماعتی پروگراموں میں شامل نہیں ہوتیں۔ ان سے کہوں کہ جماعت کے پروگراموں میں شامل ہونا بہت برکت والا کام ہے۔ ان کو سمجھاؤں کہ یہ محض رسم نہیں بلکہ روحانی فیض کے دروازے ہیں۔"

ان کا خلوص اور فکر اس وقت اور نمایاں ہو جاتی جب وہ کہتیں:

"اگر کبھی میرے پاس کوئی جماعتی عہدہ نہ ہو، تو مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میں بے روزگار ہو گئی ہوں۔ دین کا کام کیے بغیر میرا دل بے چین رہتا ہے۔"

یہ کوئی رسمی جملے نہیں تھے، بلکہ حقیقتاً وہ خدمتِ دین کو اپنی روح کی غذا سمجھتی تھیں۔ ان کی زندگی کا محور خلافت سے وابستگی، جماعت سے محبت، اور خواتین کی روحانی ترقی کے لیے کوشش میں لگے رہنا تھا۔

محترمہ عزیزہ خورشید صاحبہؒ کی زندگی کا محور و مرکز خدمتِ دین تھا۔ آپ نے ہمیشہ جماعتی خدمات کو ایک اعزاز، ایک فرض، اور ایک سعادت سمجھا۔

- ربوہ میں اپنے محلے کی صدر لجنہ کے طور پر کئی سال کام کیا۔
- کچھ عرصہ امۃ الحی لائبریری کی انچارج بھی رہیں، اور اس میں نئی جہتیں متعارف کروائیں۔
- پھر جب کراچی تشریف لے گئیں تو وہاں بھی بھرپور طریقے سے جماعتی ذمہ داریاں نبھائیں۔ نگران قیادت بھی رہیں۔

مجھے یاد ہے — ہم سب بہن بھائی ابھی چھوٹے تھے، تو امی جی ہمیں ساتھ لے کر احمدیہ ہال کراچی جایا کرتی تھیں۔ یہ ہال ان کے گھر سے کافی فاصلے پر تھا۔ گھر میں ذاتی سواری بھی نہیں تھی، مگر اس کے باوجود بسوں کے ذریعے، گرمی سردی کے باوجود، آپ جمعہ کی نماز کے لیے احمدیہ ہال ضرور جایا کرتی تھیں۔ یہ اُن کے عزم، اخلاص اور خلافت سے محبت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ جماعتی کتب خرید کر پڑھتیں۔ گھر میں کتابوں کے لیے ایک خاص الماری رکھی تھی جس میں ہر نئی کتاب ضرور خرید کر رکھنا آپ کی عادت تھی۔ اور یہ صرف ظاہری خدمت نہ تھی، آپ کا دل، دماغ، اور دعائیں سب دین کی خدمت میں شامل تھیں۔

ہم سب بہن بھائیوں سے بہت محبت کیا کرتی تھیں کیونکہ آپ کی اپنی والدہ کی وفات آپ کی شادی سے پہلے ہو گئی اور آپ نے اپنے بچوں کی پیدائش کے وقت اپنی امی کی کمی کو محسوس کیا ہو گا اس لیے میرے ہر بہن بھائی کی پیدائش پر جبکہ آپ کراچی شفٹ ہو چکی تھیں ربوہ تشریف لے کر آتیں اور میری امی کی بہت مدد کیا کرتی تھیں۔

ہم سب بہن بھائی ابھی چھوٹے تھے، نہ مسجد کا شعور تھا، نہ ابھی سکول گئے تھے تو ایک دن امی جی (محترمہ عزیزہ خورشید صاحبہؒ) نے ہمیں اپنے پاس بٹھایا۔ بہت محبت سے کہا:

"آؤ، میں تمہیں ایک کہانی سناتی ہوں..."

یہ کوئی عام کہانی نہیں تھی۔ وہ کہانی تھی:

- نبی پاک حضرت محمد ﷺ کی زندگی کی،
- اسلام کے ابتدائی دور کی،
- مکہ کے حالات کی،
- صحابہؓ کی قربانیوں کی،
- اور اس نور کی، جو ظلمت کے اندھیروں میں پھیلا۔

ہم ننھے دلوں نے پہلی بار نبی ﷺ کا نام امی جی کی زبان سے سنا — ہم نے پہلی بار اسلام کی خوبصورتی کو ان کی شفقت بھری آواز میں محسوس کیا۔ امی جی ہی وہ پہلی شخصیت تھیں جنہوں نے ہمیں اسلام سے روشناس کروایا — اور ہمارے دلوں میں نبی اکرم ﷺ کی محبت کا چراغ روشن کیا۔ یہ صرف تعلیم نہیں تھی، یہ روحانی تربیت کا آغاز تھا۔

امی جی کی زندگی کا ہر لمحہ دین کی محبت اور اس کی تربیت سے لبریز تھا اور ہمیں بچپن ہی سے اس روشنی میں پروان چڑھانے کا جنون رکھتی تھیں۔

ایک دن کا واقعہ مجھے آج بھی یاد ہے —

میں صبح اسکول کے لیے اٹھی، وقت کم تھا، تیزی سے کتاب اٹھائی اور تیاری میں لگ گئی۔ اتنے میں امی جی آ گئیں، اور نہایت دکھ بھرے لہجے میں کہا:

"تم نے نماز نہیں پڑھی... اور کتاب پکڑ کر بیٹھ گئی ہو؟"

یہ کوئی سختی نہیں تھی، نہ ڈانٹ —

بلکہ یہ وہ نرم مگر گہری ٹوک تھی جو دل کے اندر تک اتر گئی۔

اسی ایک جملے نے سکھایا کہ:

- کامیابی کی پہلی سیڑھی نماز ہے،
- علم سے پہلے عبادت ہے،
- اور رب کی رضا کے بغیر کوئی کتاب، کوئی تیاری، کوئی محنت بامقصد نہیں ہوسکتی۔

امی جی کی محبت صرف زبان کی نہیں، بلکہ دل کی گہرائیوں اور عملی طور پر ہاتھ کی مصروفیتوں سے ظاہر ہوتی تھی۔ جب بھی ہم بہن بھائی اپنی امی کے ساتھ کراچی جاتے تو امی جی کی خوشی دیدنی ہوتی۔

ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی امی جی اچار بنا کر رکھتیں۔ کھانے پینے کا خاص اہتمام ہوتا، اور یوں دوڑ دوڑ کر خدمت کرتیں جیسے ان کے اندر کوئی خاص توانائی بھر گئی ہو۔

ان کے چہرے کی روشنی، آواز کا پیار، اور ہاتھوں کی برکت سب کچھ گویا ہمیں یہ کہہ رہا ہوتا:

”میرے بچو، تم آگئے ہو، میرے گھر کی رونق واپس آگئی ہے۔“

وہ کھانے بناتیں، سجاتیں، خود اپنے ہاتھ سے ہمیں کھلاتیں اور ایک ایک چیز میں ان کا خلوص جھلکتا۔ ہمیں کبھی یہ احساس نہ ہوتا کہ وہ بوڑھی ہوگئی ہیں یا بیمار ہیں کیونکہ ہماری موجودگی ان کے لیے زندگی کا عید کا دن ہوُا کرتی تھی۔

جب ہم سب بہن بھائی ربوہ میں ہوتے تو امی جی ہم میں سے ہر ایک کو الگ الگ خط لکھا کرتیں۔ یہ صرف خطوط نہیں ہوتے تھے، بلکہ دعاؤں، نصیحتوں اور محبتوں کے خزانے ہوتے۔ ہر خط میں ہمارے لیے خصوصی دعائیں ہوتیں—

”اللہ تمہیں دین و دنیا کی کامیابی دے، خلافت کا فدائی بنائے، صحت مند رکھے، نیک صحبت دے...“

ان کے الفاظ میں ایسی نرمی اور دُعا کی گہرائی ہوتی کہ دل موم ہو جاتا۔ انہوں نے اپنے ہاتھ سے بنائی ہوئی چیزوں میں بھی محبت گوندھی ہوئی تھی۔

ان کے پاس ایک سویٹر بُننے والی مشین تھی جس پر وہ ہمارے لیے سویٹر تیار کرتیں، رنگ چنتیں، ڈیزائن سوچتیں، اور ربوہ ہمیں تحفے میں بھیجتیں۔ وہ صرف موسم سے بچانے کے لیے نہیں، بلکہ یادگار محبت کے طور پر بھیجی جاتیں۔ آج کل پارسل کی ترسیل عام ہے مگر ہماری پیاری نانی ہمیں بہت پہلے سے پارسل بجھوایا کرتی تھیں۔

—تمہاری صحت اچھی ہونی چاہیے—تم کم کھاتی ہو، بڑی ہو جاؤ گی تو ذمہ داریاں بھی بڑھیں گی—اپنی صحت کا خیال رکھو۔۔

ایسی باتیں اکثر وہ میرے لیے کہتیں۔ آپ جب بھی ربوہ ہماری طرف تشریف لاتیں، تو گھر کا ماحول ہی کچھ اور ہو جاتا تھا۔ ہمارے لیے وہ ایّام عید جیسے ہوتے — ہم سب اُن کے گرد جمع ہو جاتے۔ وہ ہمیں ہمارے سکول، کالج، تعلیم، مستقبل، اور چھوٹے چھوٹے مسائل پر اتنی توجہ سے سنتیں جیسے ہم ہی ان کی ساری دنیا ہوں۔ مجھے خاص طور پر یاد ہے:

وہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کی خواتینِ مبارکہ سے ملاقات کے لیے ساتھ لے کر جایا کرتیں۔ ان سے گہری عقیدت رکھتیں، ان سے دعائیں کرواتیں، اور اس ملاقات کو روحانی خزانے کی طرح سنبھالتی تھیں۔

ہم امی جی کے آنے کا شدت سے انتظار کیا کرتے اور اب وہ کبھی واپس نہ آنے والے سفر پر روانہ ہو چکی ہیں۔ امی جی کی وفات کو بہت عرصہ گزر چکا ہے۔ میں نے کئی بار ان کے لیے کچھ لکھنے کی کوشش کی مگر ہر بار دل جذبات سے بھر گیا...اور آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ آج بھی جب یہ سطور لکھ رہی ہوں، میری آنکھیں نم ہیں، مگر دل دعا گو ہے۔

اللہ میاں!

اس بے پناہ محبت کرنے والی روح کے درجات بلند فرما،

ان کے لیے جنت میں آسانیاں پیدا فرما،

ان کی اولاد میں اُن کی خوبیاں جاری فرما،

اور ہم سب پر اپنا رحم فرما

اللہ تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ آمین ۔

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں!

خوفزدہ اکثریت

ابی نوم بٹ

قومی اسمبلی اور سینیٹ کے حالیہ مشترکہ اجلاس میں کمیشن برائے اقلیتی حقوق بل، 2025ء پر بحث کے دوران بعض اراکین نے بل کی شق نمبر 35 کو ناقابل قبول قرار دیا کیونکہ اس میں بل کو پہلے کے سب قوانین سے بالا قرار دیا گیا ہے اور اس کے ذریعہ قادیانی پھر 1984ء کے آرڈیننس پر سوال اٹھا سکتے ہیں اور یہ پٹارا پھر کھل سکتا ہے۔ اس اظہار اور اس امکان کو تسلیم کر کے وزیر قانون کی اس شق کو نکال دینے کی جوابی یقین دہانیوں نے ایک بار پھر اس حقیقت کو آشکارا کر دیا کہ اکثریت ملک کی ایک کمزور اقلیتی جماعت سے اس حد تک خوفزدہ ہے کہ اسے اس جماعت کے لیے اپنے غصب شدہ حقوق کی بازیابی کے کسی دُور دراز امکان کا ہونا بھی برداشت نہیں۔ آرڈیننس کا یہ حوالہ اصل میں اس کے تحت اس خلاف آئین پابندی کا ہے جو اس کے ذریعہ احمدیوں پر اپنے خیالات کے اظہار پر لگائی گئی ہے اور اظہار پر پابندی کا سبب دلیل کے میدان میں احمدیوں کا سامنا نہ کر سکنا ہے۔ الٰہی جماعتوں میں قائم رہنے اور ترقی کرنے کی صلاحیت قدرتی طور پر ودیعت ہوتی ہے۔ اس کا ادراک خوف پیدا کرتا ہے جس کا توڑ جبر سے کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جیسا کہ ماضی کے ایک بڑے جبروت والے بادشاہ نے اللہ کے ایک فرستادہ سے گفتگو میں جیت نہ سکنے پر اسی راہ کو اختیار کیا اور اللہ کی کتاب کے مطابق اپنے خوف کا یہ اظہار کیا:

ترجمہ: یقیناً میں ڈرتا ہوں کہ وہ تمہارا دین بدل دے گا یا زمین میں فساد پھیلا دے گا۔(سورۃالمومن:40 آیت27)

یوں سچائی کے پھیل جانے کے حقیقی خوف کے ہاتھوں امن عامہ میں خلل کے نام پر اسے جبر سے روکنے کی یہ کوشش ویسی ہی ہے جیسا کے ساڑھے تین ہزار سال قبل فرعون کا طریق۔

آئین کے منافی

وزیر قانون صاحب نے یہ بھی کہا کہ قادیانی اپنے آپ کو غیر مسلم مانتے ہی نہیں اس لیے وہ ان حقوق کے اہل نہیں ہیں جو اس حقوق بل اور آئین کی دفعہ 20 کے تحت اقلیتوں کو دیے گئے ہیں۔ ایسا کہنا سراسر آئین کے منافی ہے۔ کیونکہ آئین میں احمدیوں کو، بلا اس شرط کے کہ وہ خود بھی مانیں، نام لے کر غیر مسلم شمار کیا گیا ہے۔ آئین کی اس شق کے الفاظ ہیں:

260(3)(b) 'Non-Muslim means a person who is not a Muslim and includes a person belonging to the Christian, Hindu, Sikh, Buddhist or Parsi community, a person of the Qadiani Group or the Lahori Group who call themselves Ahmadies or by any other name or a Bahai and a person belonging to any of the Scheduled Castes.

ترجمہ: غیر مسلم سے مراد وہ شخص ہے جو مسلمان نہیں ہے اور اس میں عیسائی، ہندو، سکھ، بدھ یا پارسی جماعت یا قادیانی یا لاہوری گروپ جو خود کو احمدی کہتے ہیں یا کوئی اور نام کا کوئی فرد یا ایک بہائی اور کسی جدولی ذاتوں سے تعلق رکھنے والا شخص شامل ہیں۔

آئین کی شق 20

وزیر قانون صاحب نے یہ بھی کہا کہ قادیانی اپنے آپ کو غیر مسلم مانتے ہی نہیں اس لیے وہ ان حقوق کے اہل نہیں ہیں جو آئین کی دفعہ 20 کے تحت اقلیتوں کو دیے گئے ہیں۔ ایسا کہنا سراسر آئین کے اور سپریم کورٹ کی اس کی تشریح کے منافی ہے۔ کیونکہ اس دفعہ کے تحت دی گئی مذہبی آزادی بلا تفریق اور ہر جہت سے مکمل ہے۔ سپریم کورٹ کے 2013ء کے جس فیصلے کے تحت 11 سال بعد اقلیتی حقوق کا کمیشن بنانے کا یہ بل پیش کیا گیا ہے خود اس فیصلہ میں چیف جسٹس تصدق حسین جیلانی صاحب نے اس کی وضاحت کر دی ہے اور تحریر کیا ہے کہ

15. Of all the Articles relating to the minorities' rights, Article 20 is of prime significance.—

(a) The right to religious conscience conferred under this Article does not make any distinction between majority and minority or Muslim and Non-Muslim. It is in the nature of an Equal Religious Protection Clause conferred on every citizen, every religious

privately and publicly his or her religion. Moreover, it confers the additional right not only to profess and practice his own religion but to have the right to propagate his or her religion to others. It is important to note that this propagation of religion has not been limited to Muslims having the right to propagate their religion but this right is equally conferred on Non-Muslims to propagate their religion to their own community and to other communities. (PLD 2014 SC 699)

بلا تفریق۔ ترجمہ: 15۔ اقلیتوں کے حقوق سے متعلق تمام دفعات میں سے دفعہ 20 کو مثالی اہمیت حاصل ہے۔ (اے)۔ اس دفعہ کے تحت مذہبی آزادی کا حق اکثریت اور اقلیت اور مسلم اور غیر مسلم میں کوئی فرق نہیں کرتا۔ یہ ویسا ہی حق ہے جیسا کہ مساوی مذہبی تحفظ کا حق، ہر شہری، ہر مذہبی گروہ اور اس کے ہر فرقہ کے لیے ہے۔ دوسری طرف مساوی مذہبی تحفظ کی یہ شق اسی نوعیت کی ہے جیسے آئین کی دفعات 4 اور 25 میں دیے گئے قانون کے تحت یکساں انصاف اور یکساں تحفظ کے حقوق۔

دوسرے لفظوں میں جہاں تک مذہبی آزادی کے حق کا تعلق ہے اس میں افراد، مذہبی گروہوں اور ان کے فرقوں میں کوئی فرق نہیں ہے اور مکمل مساوات ہے۔

مذہبی آزادی کے حق کی کوئی ایسی تشریح نہیں کی جاسکتی جو اس حق کو کم کرے۔ ترجمہ: (بی)۔ مذہبی آزادی کا حق ایک بنیادی حق ہے۔ اس کو آئین کی کسی اور دفعہ کے زیر اثر یا ماتحت نہیں رکھا گیا ہے کیونکہ یہ صرف قانون، امن عامہ اور اخلاقیات کے زیر اثر ہے نہ کہ آئین کی مذہبی دفعات کے۔ قانون، امن عامہ اور اخلاقیات کی اصطلاحات غیر مذہبی ہیں۔ کیونکہ ان تصورات کو ان اصطلاحات کے اسلامی معنوں تک محدود نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا دفعہ 20 کو آئین میں یہ فضیلت حاصل ہے کہ یہ صرف قانون، امن عامہ اور اخلاقیات کی عمومی پابندی کے تحت ہے۔ جبکہ ان تینوں اصطلاحات کی ایسی تشریح یا ایسا محدود استعمال نہیں کیا جاسکتا جو مذہبی آزادی کے نمایاں حق کی بنیادی روح کو کم کر دے۔

کوئی چھوٹا یا بڑا فرقہ کسی شہری پر اپنی مذہبی رائے کو مسلط نہیں کر سکتا۔ ترجمہ: (سی)۔ اظہار اور عمل کا حق نہ صرف مذہبی گروہوں کو بلکہ ہر شہری کو دیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر شہری اپنے مذہبی خیالات کو ظاہر کرنے، ان پر عمل کرنے اور انہیں پھیلانے کے حق کو استعمال کر سکتا ہے خواہ وہ اس کے اپنے مذہبی فرقے

denomination, and every sect thereof. This equal religious protection clause is in the same nature as equal justice under the law and equal protection under the law clauses conferred under Articles 4 and 25. In other words, every absolute equality, and there is no distinction among citizens, religious denominations, and sects thereof, as far as the right to religious conscience is concerned.

(b) The right to religious conscience is a fundamental right. It has not been subjected to or subordinated to any other provision of the Constitution because it is only subject to law, public order, and morality, and not to any religious clauses of the Constitution. The very term law, public order, and morality has been used in non-religious terms, as the notion of law or public order or morality is not reducible to the Islamic meanings of these terms. Therefore, Article 20 has a certain preeminence in the Constitution, being only subject to the general restrictions of law, public order, and morality, of which three terms cannot be interpreted or used in such a restrictive way as to curtail the basic essence and meaning of the pre-eminent right to religious conscience.

(c) The right to profess and practice is conferred not only on religious communities but also on every citizen. What this means is that every citizen can exercise this right to profess, practice, and propagate his religious views even against the prevailing or dominant views of its own religious denomination or sect. In other words, neither the majority religious denomination or sect nor the minority religious denomination or sect can impose its religious will on the citizen. (e) The right of religious conscience conferred on every citizen is a right conferring three distinct rights i.e., Right to Profess, Right to Practice, and Right to Propagate. What this means is that Article 20 does not merely confer a private right to profess but confers a right to practice both

میں مروجہ اور غالب خیالات کے مخالف ہی کیوں نہ ہوں۔ بالفاظ دیگر نہ تو اکثریتی مذہبی گروہ یا فرقہ اور نہ اقلیتی مذہبی گروہ یا فرقہ اپنی مذہبی مرضی کو کسی شہری پر مسلط کر سکتا ہے۔

آزادیٔ مذہب کا حق اصل میں اظہار، عمل اور تبلیغ کے تینوں حق ہیں۔ ترجمہ: (ای)۔ مذہبی آزادی کا حق ہر شہری کو تین مختلف قسم کے حق دیتا ہے یعنی مذہب اختیار کرنے کا حق، مذہب پر عمل کرنے کا حق اور مذہب کی تبلیغ کا حق۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آئین کی دفعہ 20 صرف نجی طور پر مذہب کے اظہار کا حق نہیں بلکہ یہ نجی اور عوامی دونوں سطحوں پر اپنے مذہب پر عمل کرنے کا حق ہے۔ مزید یہ کہ یہ نہ صرف مذہب کے اظہار اور عمل کا حق دیتا ہے بلکہ اضافی طور پر اپنے مذہب کو دوسروں میں پھیلانے کا حق بھی دیتا ہے۔ یہاں یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ مذہب کی تبلیغ صرف مسلمانوں تک محدود نہیں کہ انہیں اپنے مذہب کی تبلیغ کا حق ہے بلکہ یہ حق مساوی طور پر غیر مسلموں کو بھی ہے کہ وہ اپنے مذہب کی اپنے اور دوسرے گروہوں میں تبلیغ کریں۔

عذر گناہ

احمدیوں کو مذہبی آزادی نہ دیے جانے کا یہ عذر کہ وہ اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم نہیں کرتے محض عذر گناہ ہے کیونکہ ملک میں آباد دیگر اقلیتیں جن کے لیے یہ بہانہ نہیں ہے وہ بھی تعصب اور عدم رواداری کا شکار ہیں اور آئے دن ظلم اور زیادتی کے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ خود سپریم کورٹ کا یہ فیصلہ ایک چرچ کے جلائے جانے اور مندروں کی بے حرمتی کے واقعات کے از خود نوٹس لینے کا نتیجہ تھا۔

احمدی آئین کے پابند ہیں

بار بار احمدیوں پر ظلم، ناانصافی اور حق تلفیاں کر کے اس کا جواز تراشنے کے لیے ان پر آئین کو تسلیم نہ کرنے کا الزام دہرایا جاتا ہے۔ یہ محض غلط بیانی ہے کیونکہ احمدی اپنے طریق کے مطابق عملاً آئین کے پابند ہیں۔

باوجود اس حقیقت کے کہ احمدی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ہادی اور آپ ﷺ پر نازل شدہ آسمانی کتاب اور آپ ﷺ کے طریق کار کو اپنا دستور العمل مان کر اس پر عامل ہیں۔ صرف آئین میں درج مسلمان کی تعریف کی پابندی میں وہ شناختی کارڈ، پاسپورٹ، عدالتی دستاویزات، مردم شماری، حصول ملازمت اور تعلیمی اداروں کے داخلہ اور دیگر فارموں میں جہاں بھی مطلوب ہو مذہب کے کالم میں بجائے مسلمان کے اپنے آپ کو احمدی لکھتے ہیں۔ اور اس کے نتائج کا سامنا کرتے ہیں۔ رائے دہی کے حق سے محروم ہیں۔ تعلیم، ہر قسم کی ملازمت، کاروبار اور شہری حقوق میں تفریق کا نشانہ ہیں اور عملاً تیسرے درجے کے شہری بن کر جی رہے ہیں۔

احمدی اپنے آپ کو غیر مسلم نہیں مانتے؟

رہا یہ اعتراض کہ احمدی اپنے آپ کو غیر مسلم نہیں مانتے تو اس کا جواب یہی ہے کہ ایسا وہ اپنے ضمیر کی آواز پر کرتے ہیں۔ یہ معترض شاید یہ چاہتے ہیں کہ احمدی دیگر مذاہب کے ماننے والوں کی طرح اعلانیہ اللہ کی توحید، آنحضرت ﷺ کی حقانیت اور قرآن کریم کے خدا کا کلام ہونے کا انکار کر دیں۔ تین خداؤں کو یا بتوں کو یا کسی خدائی کے دعویدار کو خدا مان لیں۔ گھنٹیوں پر کان دھریں اور بھجن گائیں۔ اللہ کے فضل سے ملنے والی بصیرت پر قائم اپنے محکم ایمان کے ساتھ ایسا کچھ کرنا کسی بھی احمدی کے لیے ممکن نہیں۔

ہمارے بھائی؟

وزیر قانون صاحب نے اپنی تقریر میں عیسائی، ہندو، سکھ اور بہائی شہریوں کو اپنا بھائی کہا۔ اور اس بات کو چنداں اہمیت نہیں دی کہ یہ سب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور قرآن کریم کو ناحق جانتے ہیں اور بر ملا اس کا اظہار کرتے ہیں۔ توحید کا انکار کر کے دو، تین یا بہت سے خداؤں پر ایمان رکھنے والے مشرک ہیں اور دین میں حرام کو عملاً حلال جانتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ یہ سب متضاد اور مخالف عقائد آپ کو گوارا ہیں اور ان کے حامل سب افراد کے ساتھ بھائی چارہ رکھنے کا آپ بر ملا اعلان کرتے ہیں تو آپ کو احمدیوں کو اپنا بھائی کہنے میں سوائے مذہبی سیاست کاروں کے ڈر اور خوف کے کیا امر مانع ہے جبکہ احمدی موحد ہیں اور ایک اللہ کو مانتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول اور خاتم النبیین مانتے ہیں۔ قرآن کریم کو اللہ کی کتاب اور آخری شریعت مانتے ہیں اللہ کے سب فرشتوں اور کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ جزا سزا اور حیات آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اللہ، احکامات الٰہی اور سنت رسول ﷺ پر عامل ہیں۔

کیا توحید، رسالت اور کتاب کی تکذیب اور انکار کے بالمقابل احمدیوں کا ان سب پر ایمان کے باوجود صرف آپ کا اپنے خیال میں (نہ کہ واقعی طور پر) ان کا آنحضرت ﷺ کو آخری نبی نہ ماننا زیادہ قابل گرفت ہے؟

العجب

زیارتِ حجاز

مسیح پاکؑ کے اس خیال سے متاثر ہو کر کہ اگر حرمین جانا نصیب ہو گیا تو کیا ہم حرمین کو دیکھ بھی پائیں گے؟

آصف محمود باسط۔ یوکے

حریمِ کعبہ کی وادیوں میں کبھی جو قسمت سے جاؤں گا میں
تو سوچتا ہوں، بچشمِ حیرت حرم کو کیا دیکھ پاؤں گا میں

جو سیلِ اشک آنکھ میں سمائے، سوادِ کعبہ میں جا ہی نکلا
خدائے ستّار کی نظر سے، نگاہ کیسے ملاؤں گا میں

غلافِ کعبہ کو تھام کر میں، خدائے کعبہ سے یہ کہوں گا
کہ تُو نے مجھ کو اگر نہ تھاما ، تو ٹوٹ کر مِٹ ہی جاؤں گا میں

بچھڑ کے کعبہ سے پھر چلوں گا، بچشمِ نم جانبِ مدینہ
تو شوق کی تیز آندھیوں میں، قدم بھی کیسے اٹھاؤں گا میں

مدینے جا کر لگے گا مجھ کو ، مرا نبیؐ بھی یہیں کہیں ہے
ہر ایک کوچے ، ہر اک گلی میں، اسی کی خوشبو کو پاؤں گا میں

نبیؐ کی مسجد کو جانے والا ، ہر ایک رستہ جو کِھل اُٹھے گا
قدم قدم پر یہ خوف ہو گا ، کہ خواب ہے جاگ جاؤں گا میں

نبیؐ کی مسجد میں جا کے جیسے قدم مرے خود بخود اٹھیں گے
یہاں تلک کہ نبیؐ کے روضے کے سامنے خود کو پاؤں گا میں

میں روضۂ خاتم الرسلؐ پر، نگاہ اپنی کا کیا کروں گا
چراؤں گا میں، اٹھاؤں گا میں، جھکاؤں گا میں، بچھاؤں گا میں

مگر یہی کشمکش کا لمحہ، مرا مقدر سنوار دے گا
کہ مرتے دم تک یہ ایک لمحہ، دل و نظر میں سجاؤں گا میں

مرہم ہر زخم کا اعجازِ مسیحائی ہے

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

ہم اس دنیا میں سب سے خوش نصیب ہیں کہ ہم خیر البشرؐ، خیر الرسلؐ، خاتم الانبیاءؐ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اُمت سے ہیں جو حامل شریعت ہیں۔ آپؐ کے ہاتھ پر مولا کریم نے دین مکمل کر دیا۔ کسی دوسرے مذہب میں حسن اخلاق کی ایسی تعلیم نہیں ملتی۔ اور کسی دوسرے مذہب میں اپنی تعلیم پر مکمل عمل کرنے والا مکارم الاخلاق کی بلندیوں پر جلوہ گر نبی بھی نہیں ملتا۔ یہ اعزاز صرف اسلام کو حاصل ہے جس کے پاس غیر محرف و مبدل قرآن مجید ہے اور قرآن مجسم اسوۂ رسول ﷺ ہے۔ جو رہتی دنیا تک بنی نوع انسان کے لیے رہنما ہے۔ ہمیں رسول پاک ﷺ نے خیر امت کی خوشخبری دی تھی اور نصیحت فرمائی تھی کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھنا۔ مگر افسوس امت مسلمہ نے اس رسی کی قدر نہیں کی جس کی وجہ سے مسلسل گراوٹ کا شکار امّت اب اس قدر گری ہوئی ذلّت کی حالت میں ہے۔ گویا خدا تعالیٰ کے قہر اور ناراضگی کی زَد میں ہے۔ آسمانی اور زمینی آفتوں نے راستہ دیکھ لیا ہے۔ علماء اور عوام یک آواز ہو کر اس بے چارگی اور بے عزتی کو خدا کا عذاب کہہ رہے ہیں کیا خدا اپنے بندوں کو بھول گیا ہے ؟ یا بندوں نے خدا کو بھلا دیا ہے ؟ پَے دَر پَے عذاب کیوں آرہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے:

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل 16:17)

اور ہم ہرگز عذاب نہیں دیتے یہاں تک کہ کوئی رسول بھیج دیں (اور حجت تمام کر دیں)۔

قرآن پاک میں انبیائے کرامؑ کی ظلمات سے نور کی طرف بلانے کی آواز پر قوموں کی لاپرواہی پر سزاؤں کا ذکر صرف قصے کہانی نہیں ہیں۔ رہتی دنیا تک کے لیے سبق ہے۔ مولا کریم تو غنی ہے نافرمان قوموں کے نام و نشان مٹا دیتا ہے ان کی بستیاں اُلٹا دیتا ہے۔ انہیں صفحۂ ہستی سے نابود کر دیتا ہے۔ وہ بہت دفعہ جھنجھوڑتا ہے زمینی اور آسمانی آفتیں آتی ہیں تا کہ بندے خدا کی طرف جھکیں بداعمالی چھوڑ دیں۔ بار بار کی ڈھیل اور تنبیہ کے بعد بھی اگر حق کی طرف رجوع نہ ہو تو پھر اُسے ایسے نافرمان لوگوں کی ضرورت نہیں رہتی۔ وہ ان کی طرف سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید بتاتا ہے۔ جب کسی قوم میں فحش اور بدکاری اعلانیہ ہونے لگے تو لوگ طاعون اور ایسی ہی دوسری دردناک بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں جن سے پہلے لوگ ناواقف تھے۔ جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرنے لگے تو وہ قحط سالی۔ بد حالی۔ اور حکومت کی زیادتیوں کی مصیبت میں گرفتار ہو جاتی ہے۔ جب کوئی قوم زکوٰۃ کی ادائیگی سے رُک جاتی ہے تو اُس سے بارش روک لی جاتی ہے۔ اگر جانور اور مویشی نہ ہوں تو ایک قطرہ بھی نہ برسے۔ جب کوئی قوم اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے ساتھ عہد شکنی کی مرتکب ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان پر دشمن کو مسلط کر دیتا ہے جو ان سے ہر چیز چھین لیتا ہے۔ جب ملک کے حکمران احکامِ خداوندی کے مطابق کاروبارِ حکومت چلانا ترک کر دیں تو اللہ اس قوم میں پھوٹ ڈال دیتا ہے پھر لوگ افتراق اور انتشار کا شکار ہو کے رہ جاتے ہیں۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ جو رحمۃ للعالمین ہیں، اُمت سے بے حد محبت کرتے تھے۔ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر اُمت کے لیے دعاؤں میں اتنا روتے کہ سجدہ گاہ تر کر دیتے تھے۔ آپؐ نے کھول کھول کر جرائم اور ان کی سزائیں بیان فرمائی تھیں واضح طور پر تنبیہ فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کرنا ورنہ وہ قہّار بھی ہے اور جبّار بھی ہے۔ وہ افراد کی غلطیوں سے صرف نظر کر لیتا ہے مگر اجتماعی گناہوں پر پکڑ ضرور ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے بے خوفی کے نتائج اچھے نہیں ہوتے۔ بہت بھیانک ہوتے ہیں۔

فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملّت کے گناہوں کو معاف

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: اللہ تعالیٰ علم کو لوگوں سے یکدم نہیں چھینے گا بلکہ عالموں کی وفات کے ذریعے علم ختم ہو گا جب کوئی عالم نہیں رہے گا تو لوگ انتہائی جاہل اشخاص کو اپنا سردار بنالیں گے۔ اور ان سے جا کر مسائل پوچھیں گے اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے۔ پس خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

(بخاری کتاب العلم باب کیف یقبض العلم حدیث نمبر : 100)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت پر بھی وہی حالات آئیں گے جیسے بنی اسرائیل پر آئے، جیسے ایک جوتا دوسرے جوتے کے برابر ہوتا ہے، یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی شخص نے اپنی ماں سے اعلانیہ بدکاری کی ہوگی تو میری امت میں بھی ایسا شخص ہوگا جو یہ کام کرے، اور بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹے گی، سب جہنم میں ہوں گے سوائے ایک جماعت کے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ وہ کون ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس طریقے پر میں اور میرے صحابہ ہیں (اس کے مطابق چلنے والی جماعت)۔

(سنن الترمذي، باب افتراق الأمة، (4/ 323) برقم (2641)

ط/ دار الغرب الإسلامی – بیروت)

اصدق الصادقین حضرت محمد ﷺ نے امت کے زوال کی خبر دی تھی جو حرف حرف پوری ہوتی نظر آرہی ہے۔ آپؐ نے اس کے ساتھ ہی علاج کا جو طریق بیان فرمایا وہ بھی تو درست سچا اور حقیقی ہے۔ فرمایا تم میں سے ایک امام ہوگا اسے مان لینا خواہ تمہیں برف پر گھٹنوں کے بل چل کر جانا پڑے۔ امام کو پہچانے بغیر موت جاہلیت کی موت ہوتی ہے۔ ناجی جماعت کی پہچان بھی بیان فرمادی:

ما أنا علیه وأصحابي

جو میرے طریق پر ہوگا اور صحابہ کے طریق پر ہوگا۔

اس جماعت کا طرۂ امتیاز یہ ہوگا کہ وہ اسلام پر سچے دل سے عمل کرنے والی ہوگی۔ اور جس طرح دورِ اوّل میں توحید اور حُبِّ رسولؐ کی خاطر قربانیاں دی تھیں وہ بھی جان پر کھیلنے والی ہوگی۔ اب ساری دنیا کے سارے اسلامی ممالک میں سارے فرقوں کو دیکھ لیں کون ہے جسے بالکل ویسے مظالم کا سامنا کرنا پڑرہا ہے جو کفار مکہ نے آپؐ اور آپؐ کے اصحابؓ پر کئے تھے۔ جماعت احمدیہ ہی ایک جماعت ہے جس نے اسوۂ رسول ﷺ پر سچا پُر خلوص عمل کرکے دکھایا ہے۔ ظالموں نے ہو بہو زمانۂ جاہلیت کو زندہ کر دیا ہے۔ ظلم کے عنوان دیکھ لیجئے اعداد و شمار تو ہر روز بدلتے ہیں۔ احمدیوں کو دردناک طریق پر شہید کیا گیا۔ زدوکوب اور قاتلانہ حملے کیے گئے۔ قبریں اکھیڑی گئیں، کتبے توڑے گئے عام قبرستانوں میں تدفین میں رکاوٹ ڈالی گئی املاک اور مویشیوں پر قبضہ کیا گیا۔ کلمہ طیبہ لکھنے، کلمہ کا بیج لگانے اور اذان دینے پر مقدمات قائم کئے گئے۔ گھروں اور دکانوں کو نذرِ آتش کیا گیا۔ لوٹ مار توڑ پھوڑ کی گئی، تبلیغ کرنے، مسلمان ظاہر کرنے اسلامی شعار استعمال کرنے پر مقدمات بنائے گئے، صد سالہ جوبلی پر مٹھائی تقسیم کرنے پمفلٹ بانٹنے پر مقدمات، قرآن کریم کی بے حرمتی کے جھوٹے اور ناپاک الزام پر مقدمات، السلام علیکم کہنے، قرآن کی تلاوت یا قرآن کی اشاعت اور اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے پر مقدمات، نماز پڑھنے پر مقدمات، توہین رسالت کے جھوٹے اور ناپاک الزام پر مقدمات جماعت احمدیہ کے اخبارات و رسائل کتابیں رکھنے پر مقدمات۔ مساجد شہید کی گئیں مینار توڑے گئے مساجد مقفّل کی گئیں۔ مساجد کی پیشانیوں سے کلمہ مٹایا گیا۔ احمدیوں کو نوکری سے نکال دیا گیا۔ بچوں کو سکولوں سے نکالا گیا۔ غرضیکہ ہر کوشش کی گئی کہ احمدی جینے نہ پائیں۔ ایک بدنصیب ملک کا کم و بیش ہر فرد اس ظلم میں حصہ لے رہا ہے۔ ایک سچے مامور کی تکذیب کی تحریر پر دستخط کرکے اپنے نصیب پر مہر لگا رہے ہیں۔ ہر ظلم ناجی فرقے کی سچائی کا ثبوت ہے۔ ہر حق تلفی پر ہم صرف خدا تعالیٰ کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔

عدُو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں

اس دورِ بے اماں میں صرف احمدی ہیں جو حق و صداقت کا عَلَم اٹھائے ہوئے دنیا کو حضرت رسول کریم ﷺ کے جھنڈے تلے بلا رہے ہیں تاکہ وہ حصار عافیت میں آجائے۔ سارے مسائل کا حل، سارے دردوں کا علاج اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے سچی محبت ہے۔ اپنے نبیؐ کی سچے دل سے اطاعت کریں۔ اُس پیارے وجود سے چمٹ جائیں۔ ایسا چمٹیں کہ پھر کوئی ہمیں آپ سے جدا نہ کرسکے۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ اور حضرت رسول اکرم ﷺ کی زبان سے پیغام دیا ہے

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (آل عمران 32:3)

تُو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

ہم رسول پاکؐ کی پیروی کرتے ہیں آپؐ سے اس قدر محبت کرتے ہیں کہ رانجھا رانجھا کردی نی میں آپے رانجھا ہوئی۔ ہمارا نصب العین ہے کہ ہم سب پیارے آقا کی تصویر بن جائیں چھوٹے چھوٹے محمدؐ بن جائیں آپؐ کا حسن ہماری ذات میں نظر آئے اور ہمیں دیکھ کر دنیا اسلام کی طرف رُخ کرے۔ ہمارے ہاتھ میں محمد ﷺ کا عَلَم ہو اور ساری دنیا اُس کے نیچے آرام و سکون کے لیے آجائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دورِ آخریں میں ایک ہادی و مہدی مسیحا کو بھیجا ہے جو زندہ خدا، زندہ قرآن اور زندہ رسولؐ سے تعلق جوڑنے کی دعوت دے رہا ہے۔ خوابِ غفلت سے جگا رہا ہے۔ یہ وقت ہے پوری قوت سے خدا کی رسی کو پکڑنے کا۔ خدا کے آگے جھکنے کا، اُس کی

کتاب ہدایت قرآن مجید کو مضبوطی سے پکڑنے کا۔ قرآن سے جڑ جائیں اور اپنی اولادوں کو بھی قرآن سے جوڑ دیں۔ یہ خدائی کتاب روئے زمین پر اکمل ترین منشور مکمل ضابطۂ حیات ازلی ابدی قانون ہے۔ دنیا کا کوئی قانون کوئی آئین ایسا نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ کوئی دوسری مذہبی کتاب نہیں جو ابدی حقائق رکھتی ہو۔ ہمیں اتنا علم ہو کہ دشمنوں کا دلائل سے مقابلہ کر سکیں۔ ہمیں جو کبھی لڑائی لڑنی ہے یہ جہاد اکبر ہے۔ عصر حاضر کے اصل فتنوں سے رسولِ پاک ﷺ نے خبر دار فرمایا تھا اور تلقین فرمائی تھی کہ رعبِ دجّال سے بچنا۔ اس کے لیے ایک نسخہ بھی عنایت فرمایا تھا۔ آپؐ نے فرمایا۔

جس شخص نے دس آیات سورۃ الکھف کی ابتدا سے یاد کر لیں وہ دجال کے فتنہ سے بچایا جائے گا۔ دوسری روایت ہے جو سورۃ الکھف کی آخری دس آیتیں پڑھے گا وہ دجال کے فتنہ سے بچایا جائے گا۔

(مسند احمد بن حنبل، جلد6، صفحہ 669)

سورہ الکھف کے پہلے اور آخری رکوع کے مضامین میں ایک عاجز انسان کو خدا کا رتبہ دینے والوں اور ایسی قوم کا ذکر ہے جو رات دن دنیا کی ترقیات حاصل کرنے میں لگی رہتی ہے اس سے مراد وہ دجالی طاقتیں ہیں جو خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی طرف سے غافل کر کے دنیاوی لذات کا دیوانہ بناتی ہیں۔ اُن کے علوم اور وسائل انسانیت کی تباہی کے نت نئے ہتھیار ایجاد کرنے اور تعیش کے تباہ کن سامان بنانے میں صرف ہوتے ہیں۔ وہ اپنی دوکان چلانے کے لیے مسلمانوں کو آپس میں اُلجھائے رکھتے ہیں۔ معصوم بچوں کے کارٹون اور گیمز اپنے اندر کئی طرح کے زہر رکھتے ہیں جو غیر محسوس طور پر اُن میں سرایت کرتے ہیں۔ ہماری نسلیں ہمارے ہاتھ سے نکلی جا رہی ہیں۔ افسوس ہماری مسلمان تنظیموں، حکومتوں اور علماء کے پاس ان آندھیوں اور طوفانوں کا مقابلہ کرنے کی کوئی اجتماعی صورت نہیں۔ جبکہ ہمارے خلیفہ' ہمارے امام جماعت کی تربیت کے لیے بروقت اقدام کرتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ سے سچی محبت رکھنے والے غلامانِ مسیح مثبت طریق سے ناموسِ رسول ﷺ کی حفاظت کرتے ہیں۔ ہمارا اللہ تعالیٰ اور رسول پاکؐ سے زندہ تعلق اسلام کے مخالفین کو بُرا لگتا ہے۔ اس میں دراڑیں ڈالنے کی نت نئی کوششیں ہوتی ہیں کبھی رسولِ کریم ﷺ کے کارٹون شائع ہوتے ہیں کبھی اپنا ترتیب دیا ہوا قرآن چھپ کر آ جاتا ہے۔ کبھی خواتین کا پردہ بُرا لگتا ہے کبھی مساجد کے مناروں پر غصہ اُترتا ہے۔ یہ اتفاقی حادثے نہیں ہیں یہ بڑی سوچی سمجھی سازشیں ہوتی ہیں پوری منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔ اس کا مقابلہ کرنے کے لیے کوئی منصوبہ بندی نہیں ہوتی بغیر چرواہے کے ریوڑ احتجاج کے نام پر چند شہروں میں اپنے بھائی بندوں کی دوکانوں اور ٹھیلوں کو جلا کے بینرز کے ساتھ جلوس نکال کے' پتلے جلا کے' تباہی بربادی پھیلا کے بیٹھ جاتے ہیں اپنے ہی سر پر خاک ڈالنے والے حُبِّ رسول ﷺ کا کونسا تقاضا پورا کرتے ہیں؟ مسلمانوں کی ناطاقتی کا اندازہ لگا کے دشمنانِ دین کے حوصلے مزید بڑھ جاتے ہیں۔

اگر کہیں سے منظم آواز اُٹھتی ہے تو جماعت احمدیہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بڑی حکمت سے دفاع کرتے ہیں۔ جماعت کثرت سے درود شریف پڑھے اور رسولِ پاک ﷺ کے اسوہ حسنہ کی خوبصورتی دنیا کو دکھانے کے لیے تحریر و تقریر سے کام لیں۔ بین المذاہب کانفرنسیں منعقد کروائیں اور لٹریچر شائع کروائیں جو دنیا کو ہمارے نبیؐ کا پیارا چہرہ دکھا سکے۔ آپؐ کا حسن دنیا کو مسحور کر دے اور وہ بھی آپ کے عشق کے اسیر ہو جائیں۔

عشق ہو جائے کسی سے کوئی چارہ تو نہیں
صرف مسلم کا محمدؐ پہ اجارہ تو نہیں

خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہماری جماعت کو LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE کا نعرہ لگانے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ دعوت الی اللہ دعوت الی الخیر ہر انسان کے لیے ہے تعلیم اور طب کی سہولتیں دینے کے لیے ادارے بنائے جا رہے ہیں۔ یتیموں، بیواؤں، مسکینوں، ناداروں اور قیدیوں سے حسن سلوک کی منظم کوشش ہوتی ہے۔ Humanity First بلا رنگ و نسل خدمت انسانیت میں مصروف ہے۔ پھر سب سے بڑھ کر حضور انور بڑے درد سے اُمت مسلمہ کی بھلائی کے لیے دعائیں کرتے اور کراتے ہیں۔

اس دور خرابی میں امڈے ہوئے تباہ کن طوفانوں سے بچنے کی ایک ہی صورت ہے کہ صدق دل سے توبہ کر کے کشتی نوح میں بیٹھ جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت' نصرت اور رحم کے سائے میں آ جائیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

'میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ یہ شدید آفت جس کو خدا تعالیٰ نے زلزلہ سے تعبیر کیا ہے صرف اختلافِ مذہب پر کوئی اثر نہیں رکھتی اور نہ ہندو یا عیسائی ہونے کی وجہ سے کسی پر عذاب آ سکتا ہے اور نہ اس وجہ سے آ سکتا ہے کہ کوئی میری بیعت میں داخل نہیں یہ سب لوگ اس تشویش سے محفوظ ہیں ہاں جو شخص خواہ کسی مذہب کا پابند ہو جرائم پیشہ ہونا اپنی عادت رکھے اور فسق و فجور میں غرق ہو اور زانی، خونی، چور، ظالم اور ناحق کے طور پر بد اندیش، بدزبان، بدچلن ہو اس کو اس سے ڈرنا

چاہیے اور اگر توبہ کرے تو اس کو بھی کچھ غم نہیں اور مخلوق کے نیک چلن ہونے سے یہ عذاب ٹل سکتا ہے قطعی نہیں۔'

(براہین احمدیہ، حصہ پنجم، صفحہ 97 مطبوعہ 1908ء۔ روحانی خزائن جلد 21، صفحہ 151)

گر کرو توبہ تو اب بھی خیر ہے کچھ غم نہیں
تم تو خود بنتے ہو قہر ذوالمنن کے خواستگار
میں نے روتے روتے سجدہ گاہ بھی تر کر دیا
پر نہیں ان خشک دل لوگوں کو خوفِ کردگار
میرے آنسو اس غم دل سوز سے تھمتے نہیں
دِیں کا گھر ویراں ہے اور دنیا کے ہیں عالی منار
اے مرے پیارے مجھے اس سیلِ غم سے کر رہا
ورنہ ہو جائے گی جاں اس درد سے تجھ پر نثار

(درثمین)

آخر میں آنحضور ﷺ کی ایک دعا کا ترجمہ پیش کرتی ہوں۔

اے اللہ تو ہمیں اپنا خوف عطا فرما جسے تو ہمارے گناہوں کے درمیان روک بنا دے اور ہم سے تیری نافرمانی سرزد نہ ہو اور ہمیں اطاعت کا وہ مقام عطا کر جس کی وجہ سے تو ہمیں جنت میں پہنچا دے اور اتنا یقین بخش کہ جس کی وجہ سے دنیا کے مصائب کو ہم پر آسان کر دے۔ اے میرے اللہ ہمیں اپنے کانوں اپنی آنکھوں اور اپنی طاقتوں سے زندگی بھر صحیح صحیح فائدہ اُٹھانے کی توفیق دے اور ہمیں بھلائی کا وارث بنا اور جو ہم پہ ظلم کرے اس سے تو ہمارا انتقام لے جو ہم سے دشمنی رکھتا ہے اُس کے خلاف ہماری مدد فرما اور دین میں کسی ابتلا کے آنے سے بچا اور ایسا کر کہ دنیا ہمارا سب سے بڑا غم اور فکر نہ ہو یعنی ہمارے علم کی پہنچ صرف دنیا تک ہی محدود نہ ہو ایسے شخص کو ہم پر مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرے اور مہربانی سے پیش نہ آئے۔ آمین یا ربّ العالمین۔

(أخرجه الإمام الترمذي في أبواب الدعوات (5/ 406) برقم (3502)، ط. دار الغرب الإسلامي - بيروت، 1998 م)

آیئے ہم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دل گداز الفاظ میں دعا کریں:

پس اے خدا! آج ہم تجھ سے تیری رحمت اور جلال کا واسطہ دے کر یہ دعا کرتے ہیں کہ یہ زمین جو تیرے پیارے رسول کے ماننے کا دعویٰ کرنے والوں نے اپنے ملکوں میں، اپنے مفادات اور اَناؤں کی تسکین کے لیے تیرے مظلوم بندوں پر تنگ کی ہوئی ہے، یہ لوگ اسے ہمارے لیے خاردار اور جنگل بنانے کی کوشش کر رہے ہیں، اپنی رحمتِ خاص سے اسے ہمارے لیے جنت بنا دے۔ ہمارے لیے اسے گل و گلزار کر دے۔ ہمیں تقویٰ میں ترقی کرنے والا بنا دے۔ ہمیں اپنا نہ ختم ہونے والا وصال عطا فرما۔ ہماری دعاؤں کو ہمیشہ قبولیت بخش۔ ہمیں اُمّتِ مسلمہ کی اکثریت کو نام نہاد علماء کے چُنگل سے نکال کر اپنے حبیب کے عاشقِ صادق کی جماعت میں شامل کرنے کی توفیق عطا فرما تاکہ اُمت مسلمہ خیرِ اُمّت ہونے کا حق ادا کرنے والی بن جائے اور دنیا کو ظلم سے پاک کرے۔ اے ارحم الراحمین خدا! تُو ہم پر رحم فرماتے ہوئے ہمیں اس کی توفیق عطا فرما۔

(خطبہ جمعہ 7/ اکتوبر 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

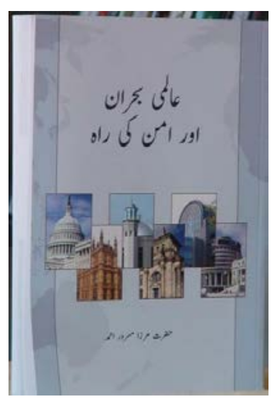

$4.00

$2.00

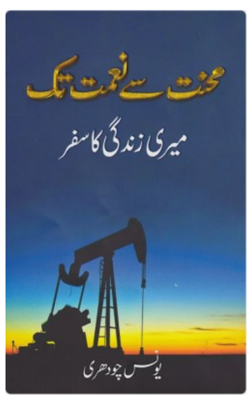

$15.00

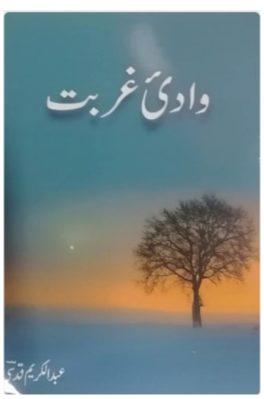

$5.00

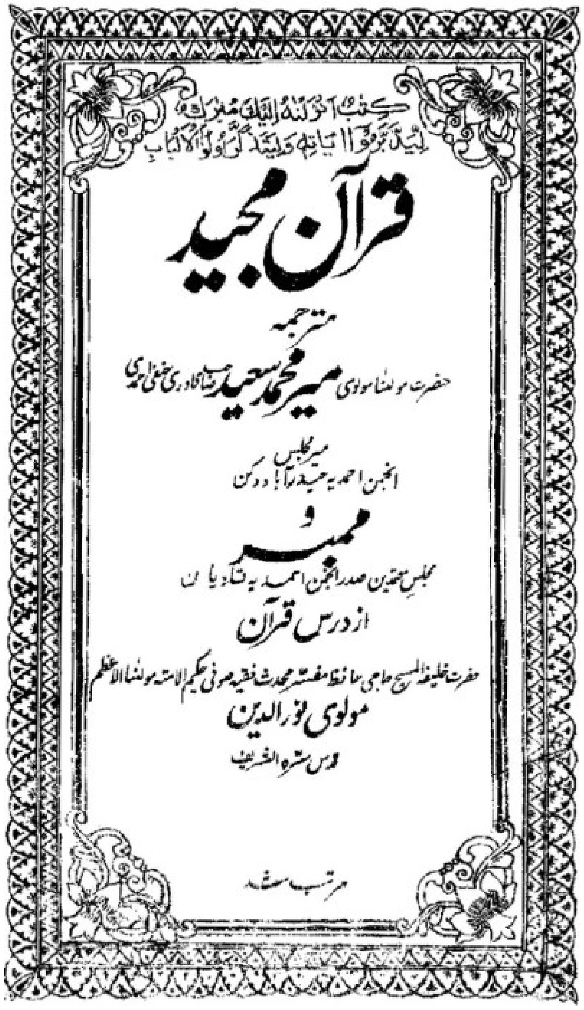

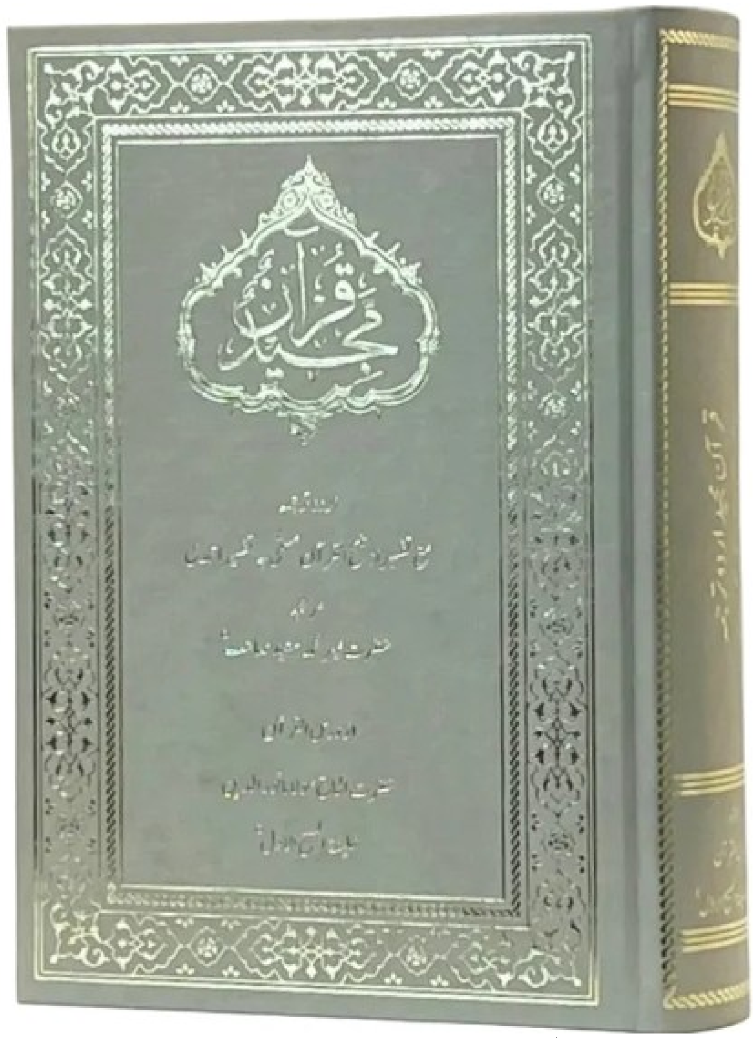

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت اور اجازت سے حضرت میر محمد سعید صاحب آف حیدر آباد دکن کے مُرتَّبہ قرآن مجید (اردو ترجمہ) مع تفسیر و وضح القرآن المسمی بہ تفسیر احمدی کو شائع کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ یہ ترجمہ اور تفسیر حضرت مولانا حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ کے دروس القرآن سے مرتبہ ہے۔ اس کی اشاعت اوّل خلافت ثانیہ کے آغاز یعنی جون 1915ء میں حیدر آباد دکن میں ہوئی تھی۔

ایڈیشن اوّل میں قرآن مجید کا متن اور ترجمہ متصل اور علیحدہ علیحدہ طبع ہؤا اور تفسیری نوٹس آخر پر یکجائی صورت میں دیے گئے تھے۔ موجودہ ایڈیشن میں ترجمہ، متن کے سامنے اور تفسیر حاشیہ میں ساتھ درج کر دی گئی ہے تا کہ قاری کے لیے سہولت پیدا ہو جائے۔ تفسیر کے آخر میں تفصیلی انڈیکس مضامین بھی شامل اشاعت کر دیا گیا ہے۔

قیمت $20.00

بحوالہ https://amibookstore.us/

کیا آج کے دور میں تربیتِ اولاد پچھلی نسلوں کی نسبت زیادہ مشکل ہے؟

کلیم اللہ خان، لَورل میری لینڈ، امریکہ

جی ہاں، آج کے دور میں تربیتِ اولاد پچھلی نسلوں کی نسبت زیادہ مشکل بھی ہے اور زیادہ توجہ طلب بھی۔ اس کی کئی وجوہات ہیں جو جدید معاشرتی، ثقافتی، اور تکنیکی تبدیلیوں سے وابستہ ہیں۔ مندرجہ ذیل سطور میں چند اہم پہلوؤں کو اُجاگر کیا گیا ہے جو آج کی نسل کی تربیت کو زیادہ چیلنجنگ بناتے ہیں:

1۔ ڈیجیٹل اور تکنیکی ترقی

انٹرنیٹ، سوشل میڈیا، اور ڈیجیٹل آلات تک آسان رسائی سے بچوں پر مثبت و منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں جہاں ان کی تعلیمی اور علمی استعداد بڑھانے کے لیے علم کا بحرِ زخّار موجود ہے وہیں فاصلے پر مُخرّب الاخلاق مواد بھی موجود ہے۔ اگر صحیح نگرانی نہ ہو تو ڈر ہے کہ یہ سایئٹ تعلیم کی بجائے بے راہ روی کی لت لگا کر ان اُٹھتی جوانیوں کو نہ چاٹ جائے، معاذاللہ۔

اس کے مداوے کے لیے والدین کی عقابی نگاہیں بچوں کا دھیان رکھیں، دوسری مصروفیات میں لگائیں۔ ہمارے ہاں اطفال، خدام، انصار اور ناصرات و لجنہ کے مختلف پروگرام بچوں کی عمدہ تعلیم و تربیت میں مصروف ہیں۔

آن لائن تعلیم کے علاوہ بچے زیادہ تر وقت کمپیوٹر، موبائل فونز، یا ویڈیو گیمز پر گزارتے ہیں تو جسمانی سرگرمیاں کم ہو گئی ہیں جس کی وجہ سے موٹاپا، بدہضمی اور ڈپریشن پیدا ہو رہے ہیں۔ عزیز و اقربا سے اختلاط و روابط بھی محدود ہو رہے ہیں۔ حتّٰی کہ بچوں کی معصومانہ شرارتوں اور التجاؤں سے حظّ اٹھانے والے والدین بھی مستغنی ہوتے جا رہے ہیں۔ توازن رکھنے کے لیے والدین کو اضافی محنت کرنا پڑتی ہے۔

2. معاشرتی دباؤ اور مقابلہ بازی

تعلیم کا معیار بڑھنے اور مقابلہ سخت ہونے سے والدین پر بھی دباؤ ہے کہ وہ بچوں کو بہترین سکولوں میں داخل کروائیں تو ادھر بچے بھی نفسیاتی دباؤ میں ہیں کہ اچھے نمبر لیں تا داخلہ مل سکے۔

آج کے بچے سماجی طور پر بہت زیادہ ایکسپوز ہوتے ہیں، اور انہیں دوسروں سے بہتر نظر آنے، کامیاب ہونے، اور جدید تقاضوں کے مطابق ڈھلنے کا دباؤ ہوتا ہے۔ والدین کے لیے ان سماجی تقاضوں کو متوازن کرنا مشکل ہوتا ہے۔

3. خاندانی نظام میں تبدیلی

کبھی خاندان کے چند افراد ایک بڑے گھر میں اکٹھے رہتے تھے۔ جہاں چند بزرگ سب کے نگران ہوتے اور صائب مشورے دیتے۔ سب ان کا کہا مانتے۔ بچوں پر بھی نگران ہوتے اور غلط حرکتوں پر سرزنش بھی کرتے۔ تلاوت قرآن اور نمازوں کی پابندی کرواتے۔

اس دَور میں گھرانے پہلے کے مقابلے میں چھوٹے، سنگل خاندانوں میں تبدیل ہو گئے ہیں، جہاں کوئی بزرگ نہیں۔ نتیجہ یہ کہ والدین کو بچوں کی مکمل ذمہ داری خود اٹھانی پڑتی ہے اور تربیت مشکل ہو جاتی ہے۔ والدین کا زیادہ تر وقت دفتری کاموں یا دیگر مصروفیات میں گزرتا ہے۔ بچوں کے ساتھ گزارنے والا وقت کم ہو چکا ہے، تلاوت قرآن اور نمازوں میں تساہل پسندی کی وجہ سے ان کی تربیت پر منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ حالات کی ستم ظریفی نے میاں بیوی دونوں کو کام کرنے پر مجبور کر دیا ہے جس کا نتیجہ اظہر من الشمس ہے۔ 'تربیت کا فقدان'۔ اگر فقدان نہیں تو کم از کم پچھلی نسلوں کی نسبت زیادہ مشکل ضرور ہو گیا ہے۔

4. اخلاقی، مذہبی تربیت کے چیلنجز

دورِ حاضر میں معاشی اور اخلاقی، سب قدریں پہلے کے مقابلے میں بدل چکی ہیں اور معاشرہ میں بے راہ روی ہے، مذہب سے دوری، دینی تعلیمات سے کوتاہی نظر آتی ہے۔ خدا کا شکر ہم ایک مستقل نظام سے وابستہ ہیں جہاں ہر ہفتہ کوئی نہ کوئی روحانی، سماجی و ثقافتی پروگرام ہوتے ہیں۔ ہر جمعہ ملاقات ہوتی ہے۔ دکھ درد بانٹتے ہیں۔ دعائیں کرتے ہیں اور بچے دینی کلاسوں میں پڑھتے ہیں۔

5. ماحولیاتی، سماجی اثرات

ماحولیاتی تبدیلیوں کے علاوہ، منشیات، تشدد، اور دیگر سماجی برائیاں معاشرے میں عام ہو چکی ہیں۔ جو شاید پہلے بھی ہوں گی مگر عام نہ تھیں۔ مگر آج کل بچوں کو ان سے محفوظ رکھنا ایک بڑی ذمہ داری بن چکی ہے۔ سکولوں میں بھی یہ بلا دَر آئی ہے۔

6. تربیت کے جدید اصول

بچوں کی تربیت کے لیے جدید اصول اور ترکیبیں سامنے تو آئی ہیں، جیسا کہ پوزیٹو پیرنٹنگ، سائیکولوجیکل ڈیولپمنٹ وغیرہ لیکن والدین کے لیے ان جدید اصولوں کے مطابق تربیت دینا بھی ایک نیا چیلنج بن چکا ہے کیونکہ نہ انہیں مکمل آگاہی ہے اور نہ ہی وہ خود یہ سیکھنے کی سکت رکھتے ہیں اس لیے خاطر خواہ نگرانی میں یہ بھی ایک جھول ہے، اگر بڑے بچے ہیں تو یہ کام اُن کے ذمہ کیا ہوُا ہے۔ غرض والدین کو بچوں کی جسمانی، ذہنی، جذباتی، اور اخلاقی تربیت و نگرانی کے لیے بہت زیادہ سر کھپانے، محنت اور توجہ درکار ہے تا وہ ایک متوازن اور کامیاب انسان بنا سکیں۔

ٹیکنالوجی سے بچاؤ کیسے کریں؟

اس مقصد کے لیے چند اہم اقدامات کیے جاسکتے ہیں۔ جو نہ صرف بچوں کی جسمانی، ذہنی اور جذباتی صحت کے لیے مفید ہیں بلکہ ان کی سماجی اور تعلیمی نشوونما کے لیے بھی اہم ہیں۔

1. بچوں کے لیے روزانہ ٹیکنالوجی استعمال کرنے کے لیے ایک مقررہ وقت طے کریں۔ یہ وقت اس بات پر منحصر ہونا چاہیے کہ بچہ کس عمر کا ہے اور اس نے کتنا ہوم ورک کرنا ہے۔ مثلاً، سکول کے دنوں میں ایک یا دو گھنٹے کی حد مقرر کی جاسکتی ہے۔ موبائل فون، ٹیبلٹ، اور کمپیوٹر وغیرہ تک محدود رسائی دیں، خاص طور پر اس وقت جب ان کا استعمال ضروری نہ ہو جیسے نماز، سونے یا کھانے کے اوقات۔

2. ہر ہفتے یا مہینے میں کچھ دن یا گھنٹے ایسے مقرر کریں جن میں پورے خاندان کے افراد ٹیکنالوجی سے دور رہیں۔ اس دوران بچے اور بڑے مل کر جسمانی سرگرمیوں میں مصروف ہوسکتے ہیں، کتابیں پڑھیں، یا دوسرے افرادِ خانہ سے دلچسپ واقعات سننے سنانے میں وقت گزار سکتے ہیں۔ بچوں کو کھیلنے کے لیے پارک لے جائیں، سیر و تفریح کے مواقع فراہم کریں، تا کہ ان کی جسمانی صحت بہتر ہو اور وہ اسکرین کی دنیا سے باہر حقیقی دنیا کا تجربہ حاصل کریں۔

3. بچوں کو کتابیں پڑھنے، یا دیگر تخلیقی سرگرمیوں میں مصروف رکھیں جو ان کی ذہنی نشوونما میں مدد دیتی ہیں اور انہیں اسکرین سے ہٹاتی ہیں۔ کوئی ہنر سکھائیں، جیسے پینٹنگ، آرٹس، یا دستکاری تا ان کا دھیان ٹیکنالوجی سے ہٹ کر تخلیقی کاموں کی طرف منتقل ہو جائے۔

4. والدین خود نمونہ بنتے ہوئے ٹیکنالوجی کا استعمال محدود کریں گے تو بچے بھی ان سے سیکھیں گے۔ وہ خود بھی اسکرین کا وقت محدود کریں اور بچوں کو دکھائیں کہ متوازن زندگی کیسے گزاری جاسکتی ہے۔ کھانے کے وقت، گھریلو سرگرمیوں، اور چھٹیوں کے دوران ٹیکنالوجی کا استعمال نہ ہی کریں تو بہتر ہے۔ اس سے بچوں کو یہ پیغام ملے گا کہ حقیقی تعلقات اور خاندانی وقت ٹیکنالوجی سے زیادہ اہم ہیں۔

5. بچوں کو ٹیکنالوجی کا استعمال تعلیمی مقاصد کے لیے کرنے کی ترغیب دیں۔ ایپلیکیشنز (Applications)، آن لائن لیکچرز، اور تعلیمی ویڈیوز سے فائدہ اٹھائیں تاکہ بچوں کی تعلیمی نشوونما میں مدد ملے۔ کیونکہ اس سے لاعلمی، کم علمی ان کی عملی زندگی میں سدِّراہ بن جائے گی۔

بچوں کی ٹیکنالوجی کے استعمال کی نگرانی کریں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ وہ مناسب اور محفوظ مواد دیکھ رہے ہیں۔ والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کو صحیح اور فائدہ مند ویب سائٹس اور ایپلیکیشنز کا استعمال اپنی نگرانی میں سکھائیں۔

6. پیرنٹل کنٹرول سافٹ ویئرز بچوں کے انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے استعمال کی نگرانی کے لیے استعمال کریں۔ جو والدین کو اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ وہ بچوں کی آن لائن سرگرمیوں پر نظر رکھیں اور ان کی رسائی کو محدود کریں۔ اور وقتاً فوقتاً ایسا کرنا مفید ہوگا۔ بچوں کے لیے انٹرنیٹ فلٹرز لگائیں تا وہ نامناسب مواد تک پہنچ ہی نہ سکیں۔ یہ محفوظ استعمال آپ کو بھی سکھ کا سانس لینے دے گا۔

7. بچوں کو سوشل میڈیا کے مثبت اور منفی پہلوؤں سے آگاہ کریں۔ انہیں سکھائیں کہ سوشل میڈیا پر محفوظ رہنا کیسے ممکن ہے اور دوسروں کے ساتھ معلومات شیئر کرتے وقت کن احتیاطی تدابیر کو اختیار کرنا چاہیے۔

بچوں کو یہ سمجھائیں کہ آن لائن پرائیویسی کتنی اہم ہے نیز یہ بھی اچھی طرح ذہن نشین کرائیں کہ وہ اپنی ذاتی معلومات انٹرنیٹ پر کیسے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔

8. بچوں کو ورزش اور کھیلوں میں حصہ لینے کی ترغیب دیں، جیسے سائیکل چلانا، بائیک چلانا، ہائیکنگ۔ یہ ان کی صحت کو بہتر بنانے میں مددگار ثابت ہوگا اور اسکرین کے سامنے زیادہ وقت گزارنے سے بچائے گا۔

بچوں کے لیے مناسب نیند بہت ضروری ہے۔ سونے سے پہلے ٹیکنالوجی کے استعمال کو کم سے کم کرادیں کیونکہ اس سے نیند کے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور انہیں مقررہ وقت پر شب بخیر کہہ کر سُلادیں۔ اور صبح وقت پر اٹھنے کا عادی بنائیں۔

9. گھر میں ٹیکنالوجی کے استعمال کے بارے میں خاندانی اصول وضوابط بنائیں، جیسا کہ: کھانے کے وقت، نمازوں کے وقت۔ بیڈرومز میں موبائل فون کا استعمال منع ہو، یا سونے سے پہلے اسکرین کے استعمال کو روکا جائے۔

10. بچوں کے افکار و خیالات کو سنیں اور احساسات و جذبات کو محسوس کرتے ہوئے ان سے ٹیکنالوجی کے استعمال کے بارے میں کھل کر بات کریں اور انہیں سمجھائیں کہ بہت زیادہ وقت اسکرین پر گزارنے کے کیا کچھ نقصانات ہو سکتے ہیں؟

بچوں کو ٹیکنالوجی کے مثبت استعمال کی ترغیب دیں، جیسے کہ تعلیمی ویڈیوز دیکھنا، پروگرامنگ سیکھنا، یا نئی زبانیں سیکھنے والی ایپس کا استعمال کرنا۔ اس طرح وہ اگلی کلاسوں میں اپنے اسباق اچھی طرح پڑھ اور سیکھ سکیں گے۔

ٹیکنالوجی کا مکمل طور پر استعمال روکنا ممکن نہیں ہے، لیکن اس کا متوازن استعمال اور نگرانی والدین کے لیے ضروری ہے۔ صحیح حدود مقرر کرنے، بچوں کو متبادل سرگرمیوں میں مصروف رکھنے، اور ٹیکنالوجی کے استعمال کی مثبت تربیت دینے سے والدین بچوں کو اس کے نقصانات سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ اس سے بچوں کی جسمانی، ذہنی اور سماجی نشوونما بہتر ہو سکتی ہے۔

ٹیکنالوجی کے مثبت پہلو

یہ مثبت پہلو معاشرتی، تعلیمی، اور ذاتی زندگی میں بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ ٹیکنالوجی کے ذریعے ہم زندگی کے مختلف شعبوں میں بہتری لا سکتے ہیں اور اس سے ہمیں ترقی کے نئے مواقع حاصل ہوتے ہیں۔ یہاں کچھ اہم مثبت مثالیں دی گئی ہیں:

1. تعلیم میں ٹیکنالوجی کا استعمال: آج کے دور میں ای لرننگ (E-learning) اور آن لائن کورسز کا استعمال عام ہو چکا ہے۔ طلبہ دنیا بھر میں موجود یونیورسٹیوں سے آن لائن کورسز لے سکتے ہیں اور جدید تعلیم تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔

کتابیں اب ڈیجیٹل فارمیٹ میں بھی دستیاب ہیں، جیسے کہ (E-books) اور آن لائن تعلیمی ایپلیکیشنز، جن کی بدولت طلبہ کہیں بھی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ ایپس جیسے کہ Khan Academy اور Coursera طلبہ کو مختلف مضامین سیکھنے میں مدد دیتی ہیں۔

ورچوئل کلاس رومز: ویڈیو کانفرنسنگ اور دیگر ورچوئل کلاس روم ٹولز کے ذریعے طلبہ اور اساتذہ کے درمیان رابطہ مزید آسان ہو گیا ہے، جو خاص طور پر کووِڈ-19 کے دوران بہت کارآمد رہا۔

2. صحت کے شعبے میں ٹیکنالوجی کا کردار: ٹیلی میڈیسن کی بدولت مریض ڈاکٹر سے دور دراز علاقوں میں بیٹھ کر بھی آن لائن مشاورت کر سکتے ہیں۔ یہ سہولت خاص طور پر ان علاقوں میں مفید ہے جہاں طبی سہولیات کی کمی ہو۔

جدید ٹیکنالوجی کی بدولت امراض کی تشخیص اور علاج کے نئے طریقے دریافت کیے جا رہے ہیں۔ مصنوعی ذہانت (AI) اور بائیو ٹیکنالوجی کا استعمال طبی میدان میں بہتری لا رہا ہے۔

ہیلتھ ٹریکرز، فٹنس اور ہیلتھ ایپلیکیشنز جیسے کہ FitBit اور Apple Health لوگوں کو اپنی جسمانی صحت کے بارے میں معلومات فراہم کرتی ہیں اور انہیں صحت مند طرزِ زندگی اپنانے میں مدد دیتی ہیں۔

3. سماجی رابطوں میں آسانی: سوشل میڈیا اور میسیجنگ ایپس، ٹیکنالوجی کے ذریعے دنیا بھر کے لوگ ایک دوسرے سے جڑ سکتے ہیں۔ سوشل میڈیا پلیٹ فارمز جیسے فیس بک، واٹس ایپ، اور انسٹاگرام نے لوگوں کے درمیان فاصلے ختم کر دیے ہیں اور عالمی رابطے آسان بنا دیے ہیں۔

ویڈیو کالنگ، اسکائپ، زوم، اور گوگل میٹ جیسی ویڈیو کانفرنسنگ ایپس کی مدد سے لوگ دور دراز مقامات سے براہ راست ایک دوسرے سے بات چیت کر سکتے ہیں، چاہے وہ خاندان کے افراد ہوں یا کاروباری ساتھی۔

4. معاشی میدان میں ترقی: ای کامرس اور آن لائن شاپنگ، ٹیکنالوجی کی بدولت آج کل لوگ گھر بیٹھے آن لائن خریداری کر سکتے ہیں۔ ایمازون (Amazon) دراز (Daraz)، اور علی بابا جیسے پلیٹ فارمز لوگوں کو آسانی سے ضروریات کی چیزیں فراہم کرتے ہیں۔

ٹیکنالوجی کی وجہ سے بہت سے لوگ اب آن لائن فری لانسنگ کے ذریعے کام کر رہے ہیں۔ Upwork، Fiverr اور Freelancer جیسے پلیٹ فارمز پر لوگ اپنی مہارتوں کا استعمال کرتے ہوئے عالمی سطح پر کام حاصل کر سکتے ہیں۔

ڈیجیٹل بینکنگ کی بدولت لوگوں کو مالی معاملات نمٹانے میں آسانی ہو گئی ہے۔ بینکنگ ایپلیکیشنز کے ذریعے لوگ بلوں کی ادائیگی، پیسے منتقل کرنے اور سرمایہ کاری کرنے کے عمل کو آسان بنا چکے ہیں۔

5. تفریح اور میڈیا میں ٹیکنالوجی کا کردار: آن لائن ویڈیو پلیٹ فارمز: یوٹیوب (YouTube)، نیٹ فلکس (Netflix)، اور ہولو (Hulu) جیسے پلیٹ فارمز کی بدولت لوگ دنیا بھر کی مختلف فلمیں، ڈرامے، اور تعلیمی ویڈیوز دیکھ سکتے ہیں۔ یہ پلیٹ فارمز تفریح اور معلومات دونوں فراہم کرتے ہیں۔

ویڈیو گیمز اور ورچوئل رئیلٹی (Virtual Reality): جدید ویڈیو گیمز اور ورچوئل رئیلٹی کی مدد سے لوگ انٹرایکٹو (Interactive) یعنی مل کر کام کرنے کے تجربات حاصل کر سکتے ہیں جو کہ تخلیقی صلاحیتوں اور تناؤ کو کم کرنے کے لیے مفید ہو سکتے ہیں۔

6. مواصلات اور رابطے میں انقلاب: فوری معلومات کا حصول: انٹرنیٹ اور سرچ انجنز کے ذریعے لوگ کسی بھی موضوع پر معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔

گوگل، وکی پیڈیا اور دیگر ویب سائٹس لوگوں کو علم کے حصول میں مدد دیتی ہیں۔

کلاؤڈ کمپیوٹنگ: کلاؤڈ سروسز کی بدولت لوگ اپنی ڈیٹا کو کہیں سے بھی محفوظ طریقے سے رسائی کر سکتے ہیں، اور اس کا استعمال کاروبار اور تعلیم کے شعبے میں زیادہ ہوتا ہے۔

7. ماحولیاتی مسائل کا حل: صاف توانائی: ٹیکنالوجی کی بدولت توانائی کے صاف ذرائع جیسے کہ سولر اور ونڈ انرجی کو فروغ مل رہا ہے، جو کہ ماحولیاتی آلودگی کو کم کرنے میں مددگار ثابت ہو رہا ہے۔

سمارٹ سسٹمز: جیسے کہ سمارٹ ہومز اور سمارٹ سٹی پروجیکٹس، توانائی کی بچت اور ماحول دوست زندگی کو فروغ دیتے ہیں۔

8. ذاتی ترقی اور خود اعتمادی میں اضافہ: آن لائن ہنر سیکھنے کے مواقع: مختلف آن لائن پلیٹ فارمز جیسے Udemy، Coursera اور LinkedIn Learning کے ذریعے لوگ نئی مہارتیں سیکھ سکتے ہیں، جو کہ کیریئر کی ترقی اور ذاتی نشوونما کے لیے فائدہ مند ہوتی ہیں۔

ذاتی مالی منصوبہ بندی: مالیاتی ایپلیکیشنز اور ٹولز جیسے کہ Mint اور YNAB لوگوں کو اپنی مالیات کا بہتر طریقے سے انتظام کرنے اور بجٹ بنانے میں مدد دیتے ہیں۔

ٹیکنالوجی زندگی کے ہر شعبے میں مثبت اثرات مرتب کر رہی ہے۔ اگر اس کا استعمال متوازن اور ذمہ داری سے کیا جائے تو یہ تعلیم، صحت، مواصلات، معیشت، اور تفریح سمیت کئی میدانوں میں فائدے فراہم کرتی ہے۔ درست استعمال اور مناسب حدود کے ساتھ، ٹیکنالوجی انسانوں کی زندگیوں میں بہتری لا سکتی ہے۔

خوبرو

مرزا محمد اَفضل

خدا کے نور سے سجا عجیب خوبرو ہے وہ
وہ حسنِ بے مثال ہے دلوں کی جستجو ہے وہ
نگاہ میں حیا بھی ہے سخن بھی دلنواز ہے
اسی کے منتظر ہیں ہم، ہماری آرزو ہے وہ
اُسی کے حسنِ خُلق کی ہر ایک سمت شہرتیں
محبتوں کا شہر ہے دلوں کی گفتگو ہے وہ
خدا نے دی ہے آسمانی شمع اُس کے ہاتھ میں
ہے نور جس کی ذات میں جہاں میں چار سُو ہے وہ
ہزار جان سے فدا میں اس کی ایک دید پر
افضؔل میں خوش نصیب ہوں کہ میرے روبرو ہے وہ

کیا آپ نے حضرتِ مسیحِ موعود علیہ السلام کی سب کتابوں کا مطالعہ کر لیا ہے؟

جو کتابیں آپ نے پڑھ لی ہیں، ان پر نشان لگائیں اور جو نہیں پڑھیں انہیں amibookstore.us سے خرید کر مطالعہ فرمائیں۔

روحانی خزائن جلد نمبر 1
- ☐ براہین احمدیہ چہار حِصص

جلد نمبر 2
- ☐ پُرانی تحریریں
- ☐ سُرمۂ چشم آریہ
- ☐ شحنۂ حق
- ☐ سبز اشتہار

جلد نمبر 3
- ☐ فتح اسلام
- ☐ توضیح مرام
- ☐ ازالۂ اوہام

جلد نمبر 4
- ☐ الحق مُباحثہ لدھیانہ،
- ☐ الحق مباحثہ دہلی
- ☐ آسمانی فیصلہ
- ☐ نشانِ آسمانی
- ☐ ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات

جلد نمبر 5
- ☐ آئینہ کمالات اسلام

جلد نمبر 6
- ☐ برکات الدعا
- ☐ حُجّۃ الاسلام
- ☐ سچائی کا اظہار
- ☐ جنگِ مقدس
- ☐ شہادۃُ القرآن

جلد نمبر 7
- ☐ تحفۂ بغداد
- ☐ کراماتُ الصادقین
- ☐ حمامۃُ البُشریٰ

جلد نمبر 8
- ☐ نُورُالحق دو حصّے
- ☐ اتمام الحُجّۃ
- ☐ سِرُّ الخلافۃ

جلد نمبر 9
- ☐ انوارِ اسلام
- ☐ مِنَنُ الرّحمان
- ☐ ضیاء الحق
- ☐ نورُ القرآن دو حصّے
- ☐ معیارُ المذاہب

جلد نمبر 10
- ☐ آریہ دھرم
- ☐ سَت بچن
- ☐ اسلامی اصول کی فلاسفی

جلد نمبر 11
- ☐ انجامِ آتھم

جلد نمبر 12
- ☐ سراج منیر
- ☐ استفتاء اردو
- ☐ حجۃ اللّٰہ
- ☐ تحفۂ قیصریہ
- ☐ محمود کی آمین
- ☐ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب
- ☐ جلسۂ احباب

جلد نمبر 13
- ☐ کتاب البریہ
- ☐ البلاغ
- ☐ ضرورۃُ الامام

جلد نمبر 14
- ☐ نجمُ الہدیٰ
- ☐ رازِ حقیقت
- ☐ کشف الغطاء
- ☐ ایّامُ الصُّلح
- ☐ حقیقتُ المہدی

جلد نمبر 15
- ☐ مسیح ہندوستان میں
- ☐ ستارہ قیصرہ
- ☐ تریاقُ القلوب
- ☐ تحفۂ غزنویہ
- ☐ روئیداد جلسہ دعاء

جلد نمبر 16
- ☐ خطبۃ الہامیۃ
- ☐ لُجّۃ النّور

جلد نمبر 17
- ☐ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد
- ☐ تحفۂ گولڑویہ
- ☐ اربعین
- ☐ مجموعہ آمین

جلد نمبر 18
- ☐ اعجاز المسیح
- ☐ ایک غلطی کا ازالہ
- ☐ دافع البلاء
- ☐ الہُدیٰ
- ☐ نزولُ المسیح
- ☐ گناہ سے نجات کیونکر مل سکتی ہے
- ☐ عصمتِ انبیاء علیہم السلام

جلد نمبر 19
- ☐ کشتی نوح
- ☐ تحفۃُ الندوہ
- ☐ اعجاز احمدی
- ☐ ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی
- ☐ مواہب الرحمان
- ☐ نسیم دعوت
- ☐ سناتن دھرم

جلد نمبر 20
- ☐ تذکرۃُ الشہادتین
- ☐ سیرۃُ الابدال
- ☐ لیکچر لاہور
- ☐ اسلام (لیکچر سیالکوٹ)
- ☐ لیکچر لدھیانہ
- ☐ رسالہ الوصیت
- ☐ چشمۂ مسیحی
- ☐ تجلّیاتِ الٰہیہ
- ☐ قادیان کے آریہ اور ہم
- ☐ احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟

جلد نمبر 21
- ☐ براہین احمدیہ جلد پنجم

جلد نمبر 22
- ☐ حقیقۃُ الوحی
- ☐ اَلاِستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی (اردو ترجمہ)

جلد نمبر 23
- ☐ چشمۂ معرفت
- ☐ پیغامِ صُلح

احمدیہ کتب کے لیے amibookstore.us کی سہولت سے فائدہ اٹھائیں۔

جماعتہائے امریکہ کا کیلنڈر 2026ء

تاریخ۔دن	تفصیل	لوکل۔ریجنل۔نیشنل	مقام
جنوری			
یکم جنوری۔جمعرات	نئے سال کا پہلا دن		وفاقی تعطیل
3-4 جنوری، ہفتہ تا اتوار	لوکل، معاون تنظیمیں، ریویو 2025ء، منصوبہ جات 2026ء	لوکل و تنظیمیں	جماعت
3 جنوری، ہفتہ	Qur'an Talks 7:00 بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار
4 جنوری، اتوار	یوم تحریکِ جدید ڈے	لوکل	جماعت
5-11 جنوری، پیر تا اتوار	ہفتہ تحریک جدید۔ وعدہ جات	لوکل	جماعت
10 جنوری، ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	زوم میٹنگ
18 جنوری، اتوار	جلسہ سیرۃ النبی ﷺ	ریجنل	جماعت
19 جنوری، پیر	مارٹن لوتھر کنگ جونیئر ڈے، لونگ ویک اینڈ		وفاقی تعطیل
23-25 جنوری، جمعہ تا اتوار	انصار لیڈرشپ کانفرنس	مجلس انصاراللہ	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
21-30 جنوری، بدھ تا جمعہ	وصیت عشرہ	شعبہ وصیت	جماعت
فروری			
31 جنوری تا یکم فروری، ہفتہ تا اتوار	لوکل، معاون تنظیمیں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
یکم تا 10 فروری، اتوار تا منگل	صلوٰۃ عشرہ	شعبہ تربیت	جماعت
7 فروری، ہفتہ	سہ ماہی فلائر تقسیم (شعبہ تبلیغ، ذیلی تنظیمیں، وقفِ نَو)	لوکل	جماعت
7 فروری، ہفتہ	Qur'an Talks 7:00 بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار
7 فروری، ہفتہ	نیشنل لجنہ مینٹرنگ کانفرنس	لجنہ اماءاللہ	ورچوئل
14 فروری، ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	زوم میٹنگ
14-15 فروری، ہفتہ تا اتوار	مصلح موعود والی بال ٹورنامنٹ، امریکہ	مجلس صحت	ساؤتھ ورجینیا، ورجینیا
15 فروری، اتوار	شہد کی مکھیاں پالنا اور گھر میں باغبانی	شعبہ زراعت	ویبینار
16 فروری، پیر	پریذیڈنٹس ڈے، لونگ ویک اینڈ		وفاقی تعطیل
19 فروری تا 19 مارچ، جمعرات تا جمعرات	ماہِ رمضان	لوکل	جماعت
21 فروری، ہفتہ	نیشنل تعلیمی ویبیبار	شعبہ تعلیم	ویبینار
22 فروری، اتوار	یومِ مصلح موعود	لوکل	جماعت
28 فروری، ہفتہ	افطار برائے مہمانان، اوپن ہاؤس	شعبہ امور خارجیہ	جماعت
مارچ			
28 فروری تا یکم مارچ، ہفتہ تا اتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت

تاریخ۔دن	تفصیل	لوکل۔ریجنل۔نیشنل	مقام
20مارچ،جمعۃ المبارک	عیدالفطر	لوکل	جماعت
21-30مارچ،ہفتہ تا پیر	وصیت عشرہ	شعبہ وصیت	جماعت
22مارچ،اتوار	پاتھ وے ٹُو پیراڈائس(Pathway to Paradise)	شعبہ وصیت	ویبینار
27-29مارچ،جمعہ تااتوار	ACE 2026	شعبہ صنعت وتجارت	ڈیلس،ٹیکساس
28مارچ،ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	مسجد بیت الرحمٰن،میری لینڈ
29مارچ،اتوار	یومِ مسیح موعود	لوکل	جماعت
اپریل			
یکم تا10/اپریل،بدھ تاجمعہ	صلوٰۃ عشرہ	شعبہ تربیت	جماعت
3-5/اپریل،جمعہ تااتوار	لوکل اجتماع(اطفال الاحمدیہ وخدام الاحمدیہ)	مجلس خدام الاحمدیہ	جماعت
4-5/اپریل،ہفتہ تااتوار	لوکل جماعت،معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل وتنظیمیں	جماعت
4/اپریل،ہفتہ	Qur'an Talks،7 EST بجے شام	تربیت	ویبینار
5/اپریل،اتوار	اپنی تاریخ جانیے،7:30 EST بجے شام	شعبہ اشاعت	زوم میٹنگ
10-12/اپریل،جمعہ تااتوار	نیشنل لجنہ مینٹرنگ کانفرنس	لجنہ اماءاللہ	کولمبس،اوہائیو
18/اپریل،ہفتہ	نیشنل تعلیمی ویبینار	شعبہ تعلیم	ویبینار
18-19/اپریل،ہفتہ تااتوار	ریجنل اجتماعات،انصاراللہ	مجلس انصاراللہ	ریجنل
19/اپریل،اتوار	گھر میں آرگینک باغبانی	شعبہ زراعت	ویبینار
24-26/اپریل،جمعہ تااتوار	مجلسِ شوریٰ،جماعت امریکہ	دفتر جنرل سیکرٹری	مسجد بیت الرحمٰن،میری لینڈ
مئی			
یکم تا 3مئی،جمعہ تااتوار	مسرور انٹر نیشنل سپورٹس ٹورنامنٹ(MIST)	مجلس خدام الاحمدیہ	
2-3مئی،ہفتہ تااتوار	لوکل جماعت،معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل وتنظیمیں	جماعت
2مئی،ہفتہ	Qur'an Talks،7 EST بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار
2-3مئی،ہفتہ تااتوار	ریجنل اجتماعات،انصاراللہ	مجلس انصاراللہ	ریجنل
3-4مئی،اتوار تاپیر	نیشنل سیمینار،ڈے آن دی ہِل(Day on the Hill)	شعبہ امورِ خارجیہ	مسجد بیت الرحمٰن،میری لینڈ
9مئی،ہفتہ	ایک دوسرے کے لیے لباس،7 EST بجے شام	شعبہ رشتہ ناتا	ویبینار
9-10مئی،ہفتہ تااتوار	نیشنل وقفِ نَو کیریئر ایکسپو،جماعت امریکہ	شعبہ وقفِ نَو	آن لائن/ ساؤتھ ورجینیا، نارتھ ورجینیا
9-10مئی،ہفتہ تااتوار	لوکل قرآن کانفرنس	شعبہ تعلیم القرآن ووقفِ عارضی	جماعت
16مئی،ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	آسٹن،ٹیکساس
16-17مئی،ہفتہ تااتوار	دوسرا خدام ریفریشر کورس	مجلس خدام الاحمدیہ	مجالس
21-30مئی،جمعرات تاہفتہ	وصیت عشرہ	شعبہ وصیت	جماعت

تاریخ۔دن	تفصیل	لوکل۔ریجنل۔نیشنل	مقام
22-24 مئی، جمعہ تااتوار	مسرور کرکٹ ٹورنامنٹ، امریکہ	مجلسِ صحت	ایلبنی، نیویارک
24 مئی، اتوار	یومِ خلافت	لوکل	جماعت
25 مئی، پیر	میموریل ڈے لونگ ویک اینڈ		وفاقی تعطیل
27 مئی، بدھ	عید الاضحیٰ	لوکل	جماعت
30 مئی، ہفتہ	سہ ماہی فلائر تقسیم (شعبہ تبلیغ، ذیلی تنظیمیں، وقفِ نَو)	لوکل	جماعت
جون			
یکم تا 10 جون، پیر تابدھ	صلوٰۃ عشرہ	شعبہ تربیت	جماعت
5-7 جون، جمعہ تااتوار	13 واں سالانہ قرآن پاک سائنس سمپوزیم /MSLM26	نیشنل	Bethesda Marriott, MD
6 جون، ہفتہ	Qur'an Talks، 7 EST بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار
6-7 جون، ہفتہ تااتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
6-7 جون، ہفتہ تااتوار	نیشنل ایجوکیشنل ایکسی لینس ڈے	شعبہ تعلیم	جماعت
13 جون، ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	زوم میٹنگ
15-19 جون، پیر تاجمعہ	نیشنل یوتھ کیمپ	شعبہ تعلیم	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
20-24 جون، ہفتہ تابدھ	نیشنل وقفِ نَو سمر کیمپ (برائے طلباء)	شعبہ وقفِ نَو	لاس اینجلس، کیلیفورنیا
20-24 جون، ہفتہ تابدھ	نیشنل وقفِ نَو سمر کیمپ (برائے طالبات)	شعبہ وقفِ نَو	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
21 جون، اتوار	پاتھ وے ٹو پیراڈائس (Pathway to Paradise)	شعبہ وصیت	ویبینار
27-28 جون، ہفتہ تااتوار	روحانی فٹنس کیمپ	شعبہ تربیت	جماعت
27 جون، ہفتہ	نیشنل تعلیم، ویبینار	شعبہ تعلیم	ویبینار
28 جون، اتوار	اپنی تاریخ جانیے، 7:30 EST بجے شام	شعبہ اشاعت	زوم میٹنگ
جولائی			
4 جولائی، ہفتہ	یومِ آزادی		وفاقی تعطیل
3-5 جولائی، جمعہ تااتوار	جلسہ سالانہ یو ایس اے	نیشنل	رچمنڈ، ورجینیا
10-12 جولائی، جمعہ تااتوار	جلسہ سالانہ کینیڈا		
11-12 جولائی، ہفتہ تااتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
13-19 جولائی، پیر تااتوار	نیشنل حفظ القرآن کیمپ	شعبہ تعلیم القرآن و وقفِ عارضی	ورچوئل
21-30 جولائی، منگل تاجمعرات	وصیت عشرہ	شعبہ وصیت	جماعت
24-26 جولائی، جمعہ تااتوار	جلسہ سالانہ یوکے		
اِگست			
یکم تا 2 /اگست، ہفتہ تااتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
یکم تا 10 /اگست، ہفتہ تااتوار	صلوٰۃ عشرہ	شعبہ تربیت	جماعت

تاریخ۔دن	تفصیل	لوکل۔ریجنل۔نیشنل	مقام
یکم اگست، ہفتہ	Qur'an Talks، EST 7 بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار
15/اگست، ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	زوم میٹنگ
15/اگست، ہفتہ	سہ ماہی فلائر تقسیم (شعبہ تبلیغ، ذیلی تنظیمیں، وقفِ نَو)	لوکل	جماعت
15-16/اگست، ہفتہ تااتوار	روحانی فِٹنس کیمپ	شعبہ تربیت	جماعت
21-23/اگست، جمعہ تااتوار	مجلس شوریٰ، خدام الاحمدیہ	مجلس خدام الاحمدیہ	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
29/اگست، ہفتہ	نیشنل تعلیم، ویبینار	شعبہ تعلیم	ویبینار
ستمبر			
5-6 ستمبر، ہفتہ تااتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
5 ستمبر، ہفتہ	Qur'an Talks، EST 7 بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار
6 ستمبر، اتوار	یومِ تحریکِ جدید	لوکل	جماعت
7-13 ستمبر، پیر تااتوار	ہفتہ تحریکِ جدید، چندہ وصولی		
7 ستمبر، پیر	لیبر ڈے لونگ ویک اینڈ		وفاقی تعطیل
12 ستمبر، ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	ملواکی، وسکانسن
12 ستمبر، ہفتہ	تحریکِ جدید نیشنل ویبینار	نیشنل	ویبینار
13 ستمبر، اتوار	اپنی تاریخ جانیے، EST 7:30 بجے شام	شعبہ اشاعت	زوم میٹنگ
18-20 ستمبر، جمعہ تااتوار	لجنہ مجلسِ شوریٰ	لجنہ اماءاللہ	کوئینز، نیویارک
20 ستمبر، اتوار	پاتھ وے ٹُو پیراڈائس (Pathway to Paradise)	شعبہ وصیت	ویبینار
25-27 ستمبر، جمعہ تااتوار	نیشنل اجتماع، مجلس انصاراللہ	مجلس انصاراللہ	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
21-30 ستمبر، پیر تابدھ	عشرہ وصیت	شعبہ وصیت	جماعت
اکتوبر			
یکم تا10/اکتوبر، جمعرات تاہفتہ	صلوٰۃ عشرہ	شعبہ تربیت	جماعت
3-4/اکتوبر ہفتہ تااتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
3/اکتوبر ہفتہ	Qur'an Talks، EST 7 بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار
3/اکتوبر ہفتہ	وقفِ نَو ریجنل اجتماعات، 16 ریجنز	شعبہ وقفِ نَو	ریجنل
9-11/اکتوبر جمعہ تااتوار	نیشنل اجتماع، مجلس خدام الاحمدیہ۔ خدام و اطفال	مجلس خدام الاحمدیہ	باغِ احمد، نیوجرسی
9-11/اکتوبر جمعہ تااتوار	چوتھا لجنہ اماءاللہ نیشنل اجتماع	لجنہ اماءاللہ	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
10/اکتوبر ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	زوم میٹنگ
17/اکتوبر ہفتہ	ایک دوسرے کے لیے لباس، EST 7 بجے شام	شعبہ رشتہ ناتا	ویبینار
24/اکتوبر ہفتہ	نیشنل تعلیمی ویبیبار	شعبہ تعلیم	ویبینار
24-25/اکتوبر ہفتہ تااتوار	انصار مجلسِ شوریٰ	مجلس انصاراللہ	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ

تاریخ۔دن	تفصیل	لوکل۔ریجنل۔نیشنل	مقام
24-25/اکتوبر ہفتہ تااتوار	نیشنل قرآن کانفرنس	شعبہ تعلیم القرآن ووقفِ عارضی	ورچوئل
نومبر			
31/اکتوبر تا کیم نومبر، ہفتہ تااتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل وتنظیمیں	جماعت
6نومبر، جمعہ	مجلس انصاراللہ واک اے تھان (Walk-a-Thon (HQ/VA and SW Regions))	مجلس انصاراللہ	ریجنل
7نومبر، ہفتہ	Qur'an Talks، 7 EST بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار
7نومبر، ہفتہ	سہ ماہی فلائر تقسیم (شعبہ تبلیغ، ذیلی تنظیمیں، وقفِ نَو)	لوکل	جماعت
8نومبر، اتوار	نیشنل قرآن کانفرنس برائے بچگان	شعبہ تعلیم القرآن ووقفِ عارضی	ورچوئل
13-15/نومبر، جمعہ تااتوار	فضلِ عمر قائدین کانفرنس / اطفال ریفریشر کورس	مجلس خدام الاحمدیہ	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
14نومبر، ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	زوم میٹنگ
21-30نومبر، ہفتہ تاپیر	وصیت عشرہ	شعبہ وصایا	جماعت
26-29نومبر جمعرات تااتوار	تھینکس گِونگ (یومِ تشکّر) ویک اینڈ		وفاقی تعطیل
دسمبر			
کیم تا 10دسمبر، منگل تاجمعرات	صلوٰۃ عشرہ	شعبہ تربیت	جماعت
5-6دسمبر، ہفتہ تااتوار	پہلا خدام ریفریشر کورس	مجلس خدام الاحمدیہ	مجلس
5-6دسمبر، ہفتہ تااتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل وتنظیمیں	جماعت
5دسمبر، ہفتہ	Qur'an Talks، 7 EST بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار
12دسمبر، ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
13دسمبر، اتوار	نیشنل ایجوکیشنل ایکسی لینس ڈے	شعبہ تعلیم	جماعت
13دسمبر، اتوار	پاتھ وے ٹُو پیراڈائز (Pathway to Paradise)	شعبہ وصیت	ویبینار
13دسمبر، اتوار	نیشنل اے ای اے (AEA) ویبینار	AEA	ویبینار
19دسمبر، ہفتہ	نیشنل تعلیم ویبینار	شعبہ تعلیم	ویبینار
20دسمبر، اتوار	اپنی تاریخ جانیے، 7:30 EST بجے شام	شعبہ اشاعت	زوم میٹنگ
25دسمبر، جمعۃ المبارک	کرسمس ڈے		وفاقی تعطیل
25-27دسمبر جمعہ تااتوار	ویسٹ کوسٹ جلسہ سالانہ (ممکنہ تاریخ)	نیشنل جماعت	چینو، کیلیفورنیا

محفوظ قلعہ میں داخل ہونے کے لیے دعاؤں کی خصوصی تحریک

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 23/اگست 2024ء میں دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا

یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کا ایک رؤیا تھا کہ ان کو ایک بزرگ نے کہا کہ

اگر جماعت کا ہر فرد، ہر بڑا دو سَو دفعہ یہ درود شریف سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھے، درمیانی عمر کے افراد ایک سَو دفعہ اور بچے تینتیس تینتیس دفعہ پڑھیں اور جو چھوٹے بچے ہیں ان کو ان کے والدین تین چار دفعہ یہ خود پڑھوا دیں۔ اسی طرح سَو دفعہ استغفار کریں۔ مَیں اس میں یہ شامل کرتا ہوں کہ سَو دفعہ رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ کا بھی ورد کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو رؤیا میں یہی دکھایا گیا تھا کہ اگر یہ کرو گے تو ایک محفوظ قلعے میں داخل ہو جاؤ گے جہاں شیطان کبھی داخل نہیں ہو سکے گا۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

دو سَو دفعہ یہ درود شریف پڑھیں

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ

سَو دفعہ استغفار کریں

رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ

سَو دفعہ وِرد کریں